تاریخ نمبر

نگار

قیمت { فی پرچہ ۷۵ نئے پیسے
سالانہ دس روپے

ضروری اعلان
پاکستانی خریدار نگار کا سالانہ چندہ
اس پتہ پر بھیجدیں۔ رسالہ جاری کر دیا جائیگا
نمائندہ نگار ۹۱۷ این سمن آباد۔ لاہور

نگار

ایڈیٹر: اکبر علیخاں

جلد ۴۲ | فہرست مضامین تاریخ نمبر جولائی ۱۹۶۳ء | شمارہ ۷

ملاحظات		۲
افادہ تاریخ	سید ضامن علی جلال	۳
تاریخ لطیف (تعارف)	اکبر علی خاں	۱۷
تاریخ لطیف	مہدی علی خاں	۲۳

ملاحظات

موجودہ شمارے کے ساتھ نگار اپنی نئی زندگی کی دوسری ششماہی میں قدم رکھ رہا ہے۔ اس لیے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ عام شمارے کے صفحات کے بقدر ہی سہی مگر کسی ایک ہی موضوع پر مفید مواد پیش کیا جائے۔ چنانچہ دو کتابیں ایک تمام و کمال اور دوسری بصورت تلخیص حاضر ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب افادہ تاریخ از جلال کو دوسری کتاب کے مقدمے کے طور پر پڑھنا چاہیے۔ جلال کا مرتبہ لکھنؤ اسکول کے نمایندہ اکابر میں ہوتا ہے۔ اس معتبر استاد کی کتاب شایع کرتے ہوئے یہ یقین ہے کہ کوئی سند مانگ بیٹھے گا۔ تاریخہائے وفات سے متعلق جس بیش قیمت کتاب "تاریخ لطیف" کا خلاصہ شایع کیا جا رہا ہے — اس کی طوالت اگر مانع نہ آتی رہی ہوتی تو جیسا کہ ارادہ تھا فروری کے غالب سے متعلق شمارے کے بعد شایع کر دی جاتی۔ ضرورت سے اب تک رکھی ہوئی اس کی کتابت شدہ کاپیوں کے بگڑ جانے کا اندیشہ نہ درپیش ہوتا تو ابھی اشاعت میں کچھ اور تاخیر کا امکان تھا۔ اب بھی حسب منشا چھپائی ہو جائے یہ احتمال کم ہے۔ بہرحال سالک بداؤں کے سالگرہ شمارے تک تعویق سے ایک یہ پہلو ضرور نکل آیا کہ نئی ششماہی کے آغاز پر قارئین نگار کو عام تعداد صفحات میں ایک خصوصی شمارہ پہنچ رہا ہے۔

کوشش تو یہ کی گئی ہے کہ تاریخوں کو پوری صحت کے ساتھ درج کیا جائے مگر اتنی بڑی تعداد میں غلطی کا امکان ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس بے چارگی کو پیش نظر رکھیں گے۔

افادہ تاریخ

ضامن علی جلال

سرورق:

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں نسخہ نایاب و رسالہ افادت انتساب یعنی

رسالۂ قواعدِ تاریخ گوئی

1303 - 1885

موسوم باسمِ تاریخی

افادۂ تاریخ

۱۳۰۲ھ

از تصنیفات جناب محقق دوراں علامہ زماں سرآمد شاعراں اہل کمال حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

در مطبع جعفری واقع لکھنؤ باہتمام مولوی مرزا محمد علی صاحب طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین وعلی الائمۃ المعصومین الطاہرین بعد اس کے عرض کرتا ہے ہیچمدان کہ بیان خوشہ چین خرمن اہل سخن نابلد کوچہ ہر علم وفن کمترین بندگان ایزد متعال ننگ سخنوران ماضی وحال حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی کہ جو آج تک کوئی رسالہ قواعد تاریخ گوئی وشرح اقسام تاریخ میں اس شرح وبسط کے ساتھ کہ بحر یعنی تاریخ گو کو قواعد وقوانین تاریخ گوئی سے آگاہی دینے کے لیے کافی ووافی ہو جاتا نہیں لکھا گیا اور بعضے احباب کو بھی اس امر میں نہایت مصر پایا علی الخصوص ہیچمداں کے ایک قدرداں کرم فرمائے بیکراں جناب سید علی عبدالقادر شمس القادری الملقب بہ شاہ مرشد علی صاحب الحنفی البغدادی اصلاً والمدینی فوری مولداً عاصی تخلص مقیم کلکتہ سلمہ ربہ نے کہ ادعا شاگردی ہیچمداں بھی فرماتے ہیں کمال اصرار فرمایا ناچار بر قاعدہ کہ اس ہیچمداں کو قواعد مذکورہ سے آگاہی واطلاع تھی اور جو کچھ اپنے اساتذہ محقق سے اس باب میں پایۂ تحقیق کو پہونچا تھا بقید قلم لایا اور بنا اس رسالہ مختصرہ کی ایک مقدمہ اور تین باب اور ایک خاتمہ پر کہ وہ بھی مشتمل چند فائدوں پر ہے قائم کی جاتی ہے اور نام تاریخی اس رسالہ کے آغاز تالیف کا مادۃ التاریخ اور ختم تالیف کا افادۂ تاریخ رکھا جاتا ہے

(۱۲۹۲ھ) ۱۳۰۲ھ

وہو الموفق والمستعان۔

مقدمہ

جاننا چاہیے کہ تاریخ لغت میں کسی چیز کے وقت کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور مورخین یعنی تاریخ گویوں کی اصطلاح میں کسی امر عظیم اور واقعہ قدیم ومشہور مانند کسی بادشاہ کی سلطنت یا کسی فتنہ وفساد وجنگ وکارزار یا شادی وغم یا بنائے عمارت وباغ وغیرہ دیگر سوانح روزگار کی ابتدا کی مدت کہ

معین کرنے کو بولتے ہیں اور جب تاریخ لغوی اور اصطلاحی دونوں کی تعریف بیان ہو چکی تو اب تاریخ گو کو بھی جاننا چاہیے کہ تاریخ کی جو ایک قسم معنوی ہے جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھ کر ہوگا۔ اس میں بحث اعداد حروف سے کی جاتی ہے۔

پس آگاہ ہونا چاہیے کہ تاریخ میں حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ حروف ملفوظی معتبر نہیں ہوتے یعنی جو صرف کتابت میں آئے۔ اس کے عدد لیے جاتے ہیں۔ اور جو نقط بولا جائے کتابت میں نہ آئے۔ اس کے عدد نہیں لیے جاتے ہیں۔ بخلاف عروض کے کہ عروضی کے نزدیک تقطیع میں حروف ملفوظی معتبر ہوتے ہیں مکتوبی کا اعتبار نہیں کیا جاتا مثلاً کتابت عربی میں جو الف بعد واو جمع کے لکھا جاتا ہے جیسے واو آمنوا وغیرہ کے بعد یا لفظ آتا کے آخر میں بدون حالت وقف کے آتا ہے یا الف وصل جو اسمائے کلمات میں متصل بکدیگر آجاتا ہے جیسے واقتلوہم میں اور واو کہ اسم عمرو بالفتح کے آخر میں لکھتے ہیں پس یہ سب الف اور واو تاریخ میں ضرور لیے جائیں گے اور مثلاً فارسی میں بھی الف وصل کا اور واو عطف کا جو دو کلموں کے درمیان میں لکھا جاتا ہے اور بقید نظم اکثر تلفظ میں نہیں آتا جیسے من از تو (بوزن فعولن) اور دل و جاں (بوزن فعلن) ہیں پس تاریخ میں اس الف اور واو کا بھی محسوب کرنا ضرور چاہیئے۔ اور ہے (ہ) کہ لفظاً کہ دیگر کے آخر میں لکھی جاتی ہے اور تلفظ میں نہیں آتی اور واو جو لفظ دو و تو و جو وغیرہ کے آخر میں لکھا جاتا ہے اور تلفظ میں نہیں آتا ان حروف کا بھی تاریخ میں محسوب کرنا ضرور چاہیئے۔ اور مثلاً کلمات ہندی میں بھی جو ہا، یائے مخلوط التلفظ اور واو و نون مخلوط التلفظ آتے ہیں جیسے اُبھار، بھار، گھار اور سیان گیان دھیان اور دال اگال اور مانگ سانگ وغیرہ ہیں یہ بھی تاریخ میں محسوب ہوں گے اور مثلاً عربی میں الف اللہ کا بعد لام کے اور سموات کا بعد میم کے اور اسحٰق کا بعد حا کے اور ہنہا کا بعد ہائے اول کے جو تلفظ ہوتا ہے اور واو ہ کا اور ی ہ کی جو بعد ہا کے ظاہر ہوتی ہے اور تنوین کا نون اور حرف مشدد سے جو دوسرا حرف پیدا ہوتا ہے ان میں سے کوئی حرف تاریخ میں نہیں لیا جاتا اس واسطے کہ مکتوب نہیں ہے تو پس تاریخ وفات نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم میں جو کسی بزرگ نے فرمائی ہے ع ہنہا روح ریحان وجنات النعیم ۱۲۱۲ھ اس میں الف ہنہا کا جو بعد ہائے اول کے تلفظ میں آتا ہے اس کا بھی ایک عدد لے لیا ہے یہ ہرگز درست نہ ہوگا۔ اور فارسی میں بھی الف ممدودہ جیسے لفظ آب وآمد میں پایا جاتا ہے اور تشدید رائے لفظ ارہ و برآن و خرم و خرخ وغیرہ سے جو دوسری لے پیدا ہوتی ہے یہ حرف تاریخ میں نہ محسوب ہوں گے اس لیے کہ کتابت میں نہیں آتے اور ہندی میں بھی الف ممدودہ جیسے لفظ آپ اور آگ میں آتا ہے تاریخ میں نہ محسوب ہوگا؟

اور جب یہ بھی معلوم ہو چکا کہ تاریخ میں ان حروف کا اعتبار کیا جاتا ہے اور یہ حروف معتبر نہیں ہوتے تو اب طریقہ تاریخ کہنے کا بیان کیا جاتا ہے کہ کلمہ یا کلام یا فقرہ نثر یا مصرعہ نظم یا ایک بیت یا چند ابیات کو مورخ بہ فکر و غور و تامل مادہ تاریخ کا قرار دے مگر شرط یہ ہے کہ جن لفظ یا جن الفاظ کو مادہ تاریخ کا قرار دے وہ بامعنی ہوں بے معنی و مہمل نہ ہوں اور وہ الفاظ کچھ مناسبت بھی ضرور رکھتے ہوں اس واقعہ سے جس کی تاریخ مورخ کو کہنا منظور ہے تاکہ سامع بھی سمجھ جائے کہ یہ تاریخ فلاں امر کی ہے کیونکہ اگر الفاظ مادہ تاریخ کے مہمل و بے معنے ہوں گے یا کچھ مناسبت اپنے واقعہ سے نہ رکھتے ہوں گے تو اس پر اطلاق تاریخ کا کسی طرح نہ کیا جائے گا جیسا کہ اکثر اشخاص الجاہل مہمل و بے معنی اور الفاظ غیر مناسب سے کسی واقعہ کی تاریخ پیدا کرتے ہیں پس یہ درست نہیں اور ناجائز محض ہے کیونکہ سامع کسی طرح مادہ تاریخ سے نہیں سمجھ سکتا کہ یہ فلاں واقعہ کی تاریخ ہے چنانچہ ایک بزرگ نے مولف کے دیوان اول کی طبع کی تاریخ غرق (۱۳۰۰ھ) فرمائی تھی مولف نے بسبب اس کی مہملیت کے اپنے دیوان میں اسے داخل نہ کیا یا کسی بزرگ نے کسی مسجد لکھنؤ کی بنا کی تاریخ لفظ تاریخ میں نکالی تھی اور وہ یہ ہے ؎

شنیدم خالق از خورشید دمرنج ۔ کہ تاریخ بنائے اوست تاریخ (۱۲۱۱ھ)

یا کسی نے کسی کی وفات کی تاریخ فی زمانہ لفظ اقتضا میں نکالی ہے ع

کہہ دو فقط مشیت خالق کا اقتضا (۱۳۰۲ھ)

پس ملاحظہ ہو کہ کجا طبع دیوان کا سال اور کجا لفظ غرق اور کہاں مسجد کی بنا کے سنین اور کہاں کلمہ تاریخ اور کہاں وقت ارتحال اور کہاں لفظ اقتضا پس ان تینوں تاریخوں کے الفاظ کو کسی طرح کی مناسبت اپنے واقعے سے غور فرمایئے تو ہرگز نہیں ہے اور اس طرح کی تاریخوں کو تاریخ ہرگز مولف ہمچیدان کی رائے ناقص میں نہ کہیں گے فافہم

پس اگر مشعر تاریخ محض الفاظ مادہ تاریخ کے ہوں گے اس کو تاریخ صوری کہیں گے کہ گویا ظاہر اس کا شعر تاریخ ہے اور اگر اعداد جملہ حروف مظہر تاریخ کے ہوں گے جس سن کے مظہر ہوں خواہ سنہ موسوی خواہ سنہ عیسوی خواہ سنہ ہجری خواہ سنہ فصلی وغیرہ اور ان سب اعداد کو یکجا کرنے سے تاریخ پیدا ہوگی اس تاریخ کو معنوی کہیں گے کہ گویا باطن اس کا مظہر تاریخ ہے اور اگر الفاظ اور اعداد حروف دونوں اظہار تاریخ میں شامل ہوں گے اس تاریخ کو ہم صوری و معنوی قرار دیں گے پس بحسب استقرای تمام تین قسمیں تاریخ مصطلح کی قرار پاتی ہیں ایک صوری دوسری معنوی تیسری صوری و معنوی فقط

باب پہلا تاریخ صوری کے بیان میں

یعنی جس میں صرف الفاظ مشعر تاریخ پر ہوتے ہیں یعنی ذکر سال و ماہ و روز واقعہ کا اس میں ہوتا ہے اور اعداد حروف سے کچھ سروکار نہیں ہوتا مثال اس کی جیسے شیخ سعدی علیہ رحمتہ نے تالیف کتاب گلستاں کی تاریخ کہی ہے ؎

درآں مدت کہ مارا وقت خوش بود ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود

یا جیسے کسی اور نے قدما میں سے یہ تاریخ شاہ تیمور کی ولادت و خروج و وفات کی کہی ہے

رباعی

سلطانِ تیمور کہ مثل او شاہ نبود در ہفصد و سی و نہ درآمد بوجود
در ہفصد و ہفتاد و یکے کرد خروج در شہصد و ہفت کرد عالم پدرود

(منقول از قلزم ہفتم کتاب ہفت قلزم)

باب دوسرا تاریخ معنوی کے بیان میں

یعنی جس میں محض اعداد حروف مظہر تاریخ ہوتے ہیں اور فقط سال واقعہ ان اعداد سے پیدا ہوتا ہے اور الفاظ سے کچھ بحث نہیں ہوتی الا الفاظ کا بامعنی ہونا اور اپنے واقعے سے کسی قدر مناسبت رکھنا شرط ہے اور یہ تین قسم پر ہے **سالم الاعداد۔ زائد الاعداد۔ ناقص الاعداد**۔ سالم الاعداد اس تاریخ کو کہتے ہیں، جس کے اعداد پورے ہوں کم زیادہ نہ ہوں مثال اس کی جیسے نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم کے انتقال کی تاریخ کسی نے غریب (۱۲۱۲ھ) کہی ہے کہ ایک کلمہ میں ہے یا جیسے ناسخ مرحوم استاذ الاستاذ نے مولف کے اپنے دیوان دوم کی ترتیب کی تاریخ کہ پریشانی آمد در فتح الہ آباد میں فرمائی ہے۔ **دفتر پریشان** (۱۲۴۸ھ) یا کسی کے دو فرزندوں کی وفات کی تاریخ فرمائی ہے **داغ جگر** (۱۲۲۸ھ) **و داغ دگر** (۱۲۲۹ھ) کہ ایک نے ایک سال میں وفات کی تھی اور دوسرے نے دوسرے سال میں یا مولف نے اپنی ولی نعمی نواب محمد کلب علی خاں صاحب بہادر خسرو خسروان دام اقبالہم کے دیوان بنجم کے طبع کی تاریخ کہی ہے۔ **دفتر خوبی** (۱۳۰۲ھ) کہ یہ سب تاریخیں دو دو لفظوں میں یعنی کلام میں پائی جاتی ہیں یا جیسے مولف نے ایک شاعر کے ختم دیوان کی تاریخ کہی ہے **آئینہ معشوق سخن** (۱۳۰۲ھ) کہ یہ فقرہ نثر میں ہے یا جیسے غنی کشمیری نے ابو طالب کلیم کی وفات کی تاریخ کہی ہے ؎

گفت تاریخ وفات او غنی طور معنی بود ردشن از کلیم (۱۰۶۱ھ)

یا جناب شیخ ناسخ مرحوم نے مرزا غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ کے جلوس فرمانے کی اور نواب معتمد الدولہ بہادر کے وزیر ہونے کی تاریخ فرمائی ہے ؎

تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر شہ اسکندر وزیر اسطاطالس (۱۲۳۴ھ)

یا استاد اول مولف میر علی اوسط رشک مرحوم نے اپنے استاد جناب شیخ ناسخ مغفور کے انتقال کی تاریخ فرمائی ہے۔

مقتدای من و استاد من و قبلۂ من حیف گردید تہ خاک نہان وا دیلا
رشک تاریخ پئے لوح مزارش گفتم مرقد ناسخ اعجاز بیان وا دیلا

۱۲۵۲ھ

یا استاد دوم مولف کے مرزا برق مغفور کتخدائی پسر واجد علی شاہ بہادر اعاد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی تاریخ فرماتے رہیں ع

کہ خداداد سلیمان جہاں را بلقیس

یا مولف نے اپنے ولی نعمی خسرو خسرواں اعلیٰ حضرت نواب محمد کلب علی خاں صاحب بہادر دام اقبالہم کی مسند نشینی اور دیوان دوم کی طبع کی تاریخ کہی ہے ع ۱۲۶۷ھ جلوہ فرمودہ سر مسند اقبال و حشم

ع ۱۲۸۱ھ گوہر زیبندہ گوش سخن

یا مولف نے نواب ضیاالدین احمد خاں صاحب بہادر رئیس دہلوی نیر تخلص کی وفات کی تاریخ کہی ہے ع ۱۲۹۵ھ

دہلی کا بجھا چراغ اے آہ

کہ یہ سب تاریخیں ایک ایک مصرع نظم میں ہیں اور یہ قسم تاریخ کی اکثر فنی زبانوں ایک مصرع میں ہی کہی جاتی ہے اور بیشتر پورے مصرع میں ہوتی ہے اور اولیٰ تر یہی ہے کہ پورے مصرع میں ہو اور الفاظ مصرع کے بے تکلف ہوں اور بھرتی کے لفظ کم ہوں بلکہ نہوں تو بہتر ہے اور یہ قسم یعنی سالم الاعداد اگرچہ اپنی اور دونوں قسموں سے بہتر و خوب تر ہے اور بجائے خود بھی ایک صنعت ہے لیکن اساتذہ نے اس میں چند تکلفات صنائع دیگر کو بھی دخل دیا ہے چنانچہ ایک ان میں سے صنعت منقوطہ ہے یعنی صنعت معجمہ اور وہ یہ ہے کہ حروف منقوطہ میں تاریخ نکالی جائے چنانچہ مولف کے ایک شاگرد دانش تخلص نے مولف کے رسالہ کارآمد شعرا کی طبع کی تاریخ جو بحث تذکیر و تانیث میں ہے اسی صنعت میں کہی ہے ؎

دانش شدہ این نسخۂ موصوف جو مطبوع ۱۲۹۳ھ در معجمہ تاریخ شدہ فیض جلال است

دوسری صنعت غیر منقوطہ ہے یعنی صنعت مہملہ اور وہ یہ ہے کہ حروف غیر منقوطہ میں تاریخ پیدا ہو۔ چنانچہ مولف کے ایک شاگرد رفعت تخلص نے مولف کے دیوان اول کے طبع کی تاریخ اسی صنعت میں کہی ہے ؎

کلام حضرت استاد باکمال چھپا تمام خلق ہو روشن قمر گر اس کو کہہ

دماغ جاں ہو معطر وہ ہے گل خوشبو ہے زیب باغ سخن کا شجر گر اس کو کہہ

عجیب مہملہ میں نکلے سال اے رفعت سرور ہر دل دانا گہر گر اس کو کہہ ۱۲۹۳ھ

تیسرا صنعت بنیات ہے اور وہ یہ ہے کہ بنیات جمع حروف ملفوظی مراد ہیں یعنی حرف باطنی ہر حرف کے لے کر تاریخ پیدا کریں اور زبر یعنی حروف مکتوبی کو ترک کر دیں چنانچہ با تا ثا حا خا را زا ظا فا ہا یا میں آ اور جیم میں ی م اور دال ذال میں آ۔ل اور سین شین میں ی۔ن اور صاد ضاد میں آ۔د اور عین غین میں ی ن اور قاف کاف میں آ ف اور لام میں آ م اور میم میں ی م اور نون میں و ن اور واو میں آ د بنیات ہوتے ہیں اور بنیات کو اسم کہتے ہیں اور زبر بفتحتین کو مسمیٰ چنانچہ ایک شاعر نے مولف کے دیوان اول کے طبع کی تاریخ اسی صنعت میں کہی ہے ؎

سال تاریخش محقق زد رقم در بنیات نظم دلکش راحت افزا جان فزا دُر بادگار ۱۳۰۰ھ

چوتھی صنعت یہ ہے کہ زبر اور بنیات یعنی مسمی اور اسم حروف دونوں کے اعداد لے کر تاریخ نکالتے ہیں جیسے مولف کے ایک شاگرد یاس تخلص نے مولف کے دیوان اول کے ختم کی تاریخ اسی صنعت میں کہی ہے ؎

سالش بہ زبر و بنیات است دیوان جلال باکمال این ۱۳۰۰ھ

مگر اس میں یہ شرط ضرور ہے کہ جس طرح زبر بتمامہ الفاظ تاریخ میں محسوب ہوتے ہیں اسی طرح بنیات بھی بتمامہ لیے جائیں یہ جائز نہیں کہ بعض بنیات کو لے لیں۔ اور بعض کو ترک کر دیں جیسا کہ مرزا سلامت علی دبیر مغفور مرثیہ گوئی مشہور نے میر ببر علی انیس مرثیہ گوئی مرحوم کی وفات کی تاریخ زبر و بنیات میں فرمائی ہے اور وہ یہ ہے ؎

طور سینا بے حکیم اللہ منبر بے انیس ۱۲۹۱ھ

اور یہی کیا ہے کہ بعض مبنیات کو اخذ کیا ہے اور بعض مبنیات کو ترک۔ پس یہ مولف ہیچمداں کے نزدیک کسی طرح جائز نہیں ہے اساتذہ میں سے ایسا کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اور ایک صورت مبنیات میں تاریخ پیدا کرنے کی یہ بھی ہے کہ کسی لفظ کے زبر کے اعداد سے کسی لفظ کے مبنیات کے الفاظ کو برابر کریں جیسے کسی نے شاہ عباس کے اعداد سے کہ بحساب زبر ۳۹۰۴ ہوتے ہیں خلد اللہ ملکہ کے مبنیات کے مساوی کیا ہے یعنی خا کا الام کی ام دال کی الف کی ل ف لام کی ام لام کی ام ہا کا ام میم کی تا م لام کے ام کاف کی اف ہا کا ا جو لے لیجئے تو ان سب کے اعداد برابر اعداد زبر شاہ عباس کے ہوتے ہیں۔ یا جیسے فیضی نے اعداد زبر سے اکبر بادشاہ کے اعداد مبنیات آفتاب کے برابر کیے ہیں۔

دُبا عی

نوریکہ زمہر عالم آرا پیدا ست — از جبہہ شاہنشہ والا پیدا ست
اکبر کہ ز آفتاب دارد نسبت — این نکتہ ز مبنیات اسما پیدا ست

یعنی اعداد اکبر کے کہ بحساب زبر ۲۲۳ ہوتے تھے پس جس وقت آفتاب سے دونوں لف کے لیے گئے اور دونوں الف سما سے ترک کر دیے گئے دو لف باقی رہے پس دو لف کے اعداد دو سو بیس ہوئے بعد اس کے مبنیات فاد تا دیا کے کہ تین ہوتے ہیں ان کے تین عدد لیے گئے پس مجموع اعداد مبنیات آفتاب کے ۲۲۳ ہوئے اور وہ برابر اعداد زبر اکبر کے ہو گئے فافہم۔

پانچویں صورت بہ تکلف تاریخ نکالنے کی تعداد حروف ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی لفظ مناسب واقعہ کے لیں اور اس لفظ کے حروف کے اعداد بترتیب درجات اعداد لکھیں یعنی حرف اول کے عدد مرتبہ آحاد میں اور حرف دوم کے عدد مرتبہ عشرات میں اور حرف سوم کے عدد مرتبہ مات میں اور حرف چہارم کے عدد مرتبہ الوف میں لکھیں جیسے کسی نے لفظ طوبا کے حروف کے عدد بترتیب درجات لکھ کر کسی کے باغ کی تاریخ نکالی ہے کہ بارہ سو انہتر ۱۲۶۹ھ ہوتے ہیں ورنہ حروف طوبا کے عدد اگر بترتیب درجات اعداد لکھے جائیں تو صرف اٹھارہ عدد ہوں گے اسی طرح اور کسی نے عدد طوبا کے حروف کے عدد بترتیب درجات اعداد لکھ کر کسی کے غرق ہو جانے کی تاریخ نکالی ہے کہ بار سوچ نہ ٹھ ۱۲۶۴ھ ہوتے ہیں۔ چھٹی صورت تاریخ کی بہ تکلف ایجاد کرنے کی یہ ہے کہ کسی لفظ مناسب واقعہ سے کوئی حرف لے لیں اور اس حرف کے عدد درعدد لے کر اسی طرح بہ ترتیب درجات اعداد لکھ کر تاریخ پیدا کریں جیسے شیخ ناسخ مغفور کی یہ تاریخ مشہور ؎

افتاد حکیم از مراتب — تاریخ بطرز نو رقم کن
از حا حکیم ہشت بر گیر — سر مرتبہ لف نف کم کن

یعنی فقط حکیم کی ح لے لیجئے تو اس سے آٹھ عدد حاصل ہوں گے اور ان کو مرتبہ آحاد میں لکھ دیجئے پھر لف ان میں سے کم کر دیجئے تو چار رہ جائیں گے ان کو مرتبہ عشرات میں لکھ دیجئے پھر ان چار کی تنصیف کیجئے تو دو رہ جائیں گے ان کو مرتبہ مات میں ثبت کیجئے پھر ان دو کو لف کیجئے ایک رہ جائے گا اس کو مرتبہ الوف میں لکھیے۔ اس طور پر تو بارہ سو اڑتالیس ۱۲۴۸ھ ہوتے ہیں اور یہی سال ہے اس واقعہ کا جس کی تاریخ شیخ ناسخ مرحوم نے نکالی ہے اور یہ مکلف عمدہ تکلفات تاریخ سے ہے اور شیخ عبد الجلیل بلگرامی مرحوم نے بھی فتح ستارہ گڑھ کی تاریخ چوسنہ یکہزار و یکصد و یازدہ ہجری میں واقع ہوئی تھی کہی ہے قطعہ تاریخ

چو شاہ ابہام زیر خضر آورد — بورد اسم اعظم در شمارہ
ز انگشتان شہ بر مدّ ابہام — برابر چار الف کردم نظارہ

مولف کی ناقص رائے میں یہ صورت بھی صورت مذکور الصدر میں داخل ہے کہ یہاں بھی وہی صورت رقمی اعداد بترتیب درجات معتبر ہے یعنی اس نے انگلیوں سے استعارہ چار الف کا کر کے چار عدد اس طور پر لیے ہیں کہ ایک مرتبہ آحاد میں دوسرا مرتبہ عشرات میں تیسرا مرتبہ مات میں چوتھا مرتبہ الوف میں قرار دیا جائے یعنی اس طور پر ۱۱۱۱ تو "سنہ" ہو جاتے ہیں۔

ساتواں طریقہ بہ تکلف تاریخ پیدا کرنے کا یہ ہے کہ الفاظ مادۂ تاریخ میں جو حروف متحرک ہوں نقطان میں تاریخ نکلے چنانچہ مولف کے ایک شاگرد

تمیز تخلص نے مولف کے رسالہ "کارآمد شعرا" کی طبع کی تاریخ اسی صنعت میں نکالی ہے قطعہ

مرے استاد نے حقیقت میں — یہ رسالہ لکھا عجیب غریب
فکر تاریخ اے تمیز جو کی — مادہ مل گیا عجیب غریب
متحرک حروف کو جو لیا — ہوئی تاریخ کیا عجیب غریب

آٹھواں تکلف یہ ہے کہ الفاظ مادہ تاریخ میں جو حرف ساکن ہوں ان میں تاریخ نکلے ۱۲۹۳ھ

نویں صورت یہ ہے کہ کسی اور کے کلام غیر تاریخی مشہور کو اپنا کلام کر کے اس میں تاریخ نکالیے جیسے شیخ ناسخ مغفور نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرع میں۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

تاریخ وفات مرزا غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ کی نکالی ہے کہ ۱۲۴۳ھ اس میں پیدا ہوتے ہیں الحاصل ایسے تکلفات وصنائع تاریخ معنوی میں بہت سے ممکن الوقوع ہیں کہ ان کا حصر ناممکن ہے فقط۔

زائد الاعداد اس تاریخ سے مراد ہے کہ مادہ تاریخ میں کچھ عدد حساب سے زیادہ ہوتے ہوں پس مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لیے ان اعداد زائد کا تخرجہ معمے کے طور پر کرے یعنی کوئی لفظ ہم عدد ان اعداد زائد کا کہ مناسب مقام ہو تجویز کرے اور مادہ تاریخ میں سے اس لفظ کے خارج کر دینے کا اشعار کرے مثال اس کی جیسے یہ تاریخ مشہور ہے قتل سید الشہدا علیہ السلام کی کہ ۶۰ھ میں قتل مذکور واقع ہوا تھا اور اس تاریخ کو منسوب مولوی روم علیہ الرحمۃ کی طرف کرتے ہیں ؎

من چہ گویم کربلا را واقعات — آہ بیرون آمدہ از اسم ذات

کہ لفظ اللہ کا اسم ذات ہے پس یہ مادۂ تاریخ ہے اور اس میں چھ عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے لفظ آہ کو لے کر کہ اس کے بھی چھ عدد تھے اور مناسب مقام بھی تھا اللہ میں سے خارج کر دیا یعنی الف دہا کو نکال ڈالا تاریخ پوری ہو گئی یعنی ۶۰ عدد دو لاموں کے باقی رہ گئے اور یہ بھی تاریخ اسی واقعہ کی اور اسی قسم کی ہے اور اس کو بھی لوگ منسوب مولوی روم علیہ الرحمۃ کی طرف کرتے ہیں ع

سر دین را برید بے دینی

کہ مادہ تاریخ لفظ دین ہے اور اس میں چار عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے سر دین یعنی حرف د کو جدا کر دیا تاریخ پوری ہو گئی یعنی ۶۰ عدد ی اور ن کے باقی رہ گئے ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی مشہور ہے اور اسی قسم کی ہے لا اور ی ع

نبی بیدل شدہ در ماتم او

کہ لفظ نبی جب بے دل ہو گیا یعنی ب نبی میں سے نکل گئی تو تاریخ پوری ہو گئی ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی گوش زد مولف ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی ہے کہ بعد تخرجہ اعداد زائدہ کے جو کچھ باقی رہتا ہے اس کے نزدیک دونوں میں تاریخ پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ ہے ؎ سر حسینؑ برید۔ فافہم یا جیسے یہ تاریخ مشہور ہے ع زلغوت خانہ بیرون کن نگس را۔ یا یہ تاریخ معروف کسی کی ع از حوض لطیف آب بردار مگر یہ بھی دونوں تاریخیں اسی قسم کی ہیں۔ یا جیسے یہ تاریخ وفات شیخ عبد الحی حیاتی تخلص خلف شیخ جمالی دہلوی کی کہ سید شاہ میرک جد اولاد سید شریف جرجانی سے تھے ان کی کہی ہوئی ہے قطعہ

نادرا لعصر شیخ عبد الحی — کہ بوصفش مرا زبان نبود
وقت ترعش بسر رسیدم من — گفتم اے چون تو در جہان نبود
سال تاریخ خویش خود فرما — کہ جز او در دو در زمان نبود
گفت تاریخ من بود نامم — بندہ وقتیکہ در میان نبود

شیخ عبد الحی مادۂ تاریخ تھا اس میں لفظ عبد کے عدد زیادہ ہوتے تھے پس اس کا فارسی میں مرادف جو لفظ بندہ تھا اس کو مادہ تاریخ سے

کمال ٹالا تاریخ پوری ہوگئی یعنی ۵۹ ۹ باقی رہ گئے فافہم۔ یا جیسے شیخ ناسخ مغفور کی یہ تاریخ قطعہ

در دور خانۂ ناسخ چو زدہ نقب اجتب — نہ زرد سیم نہ بد مس بجل آمد بیرون
بہر تاریخ مسیحی چو بریدم سر و زد — در دار خانۂ مفلس بجل آمد بیرون

کہ اسی قسم میں داخل ہے تنبیہ اور یہ طریقہ تخرجہ اعداد کا جو اس شاہ بیت رحیم دہلوی کی تاریخ میں پایا جاتا ہے قطعہ تاریخ

بشب عرس حضرت محبوب — میر باقر علی جو گشت شہید
بے شش و پنج گفتم این تاریخ — ہر کہ او را بکشت بود مزید

منقول از تذکرہ آب حیات مطبوعہ مولانا دلوی محمد حسین صاحب دہلوی سلمہٗ آزاد تخلص از حاشیہ صفحہ ۲۵۴ و صفحہ ۲۵۶ مولف ہمچیداں کے عندیہ میں ناجائز و نادرست ہے کیونکہ بے شش و پنج گفتن مقولہ مورخ کا ٹھہرا تخرجہ اعداد زائد کا مادہ تاریخ میں سے نہ ٹھہرا قائل اور قطع نظر اس کے مورخین ثقات کی تاریخوں میں یہ طریقہ مستخرجہ اعداد زائد کا پایا بھی نہیں گیا اور بعض نے اس قسم کی تاریخ کا نام تعمیہ خارجی بھی رکھا ہے اور یہ جو بعضوں نے اس قسم کو باسم تخرجہ محض موسوم کیا ہے یہ تسمیہ غلط ہے ہاں تعمیہ یا تخرجہ کہتے تو درست تھا کس واسطے کہ تعمیہ مجازاً بمعنی معما گفتن لغت میں آگیا ہے کذا فی غیاث اللغات پس یہ معما گفتن کو تخرجہ اعداد متدخلہ اعداد دونوں شامل ہیں فافہم۔ ناقص الاعداد اس تاریخ سے عبارت ہے کہ مادۂ تاریخ میں کچھ عدد کم ہوتے ہوں پس مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لیے ان اعداد کا تدخلہ معے کے طور پر کرے یعنی کوئی لفظ ہم عدد ان اعداد کا کہ مناسب مقام ہو لے کر مادۂ تاریخ میں اس لفظ کے داخل کرنے کا اشارہ کرے مثال اس کی جیسے یہ تاریخ مولف کے استاد دوم مرزا محمد رضا برق مغفور کی قطعہ

در مکان مرزا حسن صاحب چو حوضے ساختند — شد برائے ہر نمازی بیگمان خبر العمل
سال تاریخش بطور تعمیہ گفتم رضا — لطف نو با آب دار د حوض قصر بے بدل

کہ مادۂ تاریخ حوض قصر بے بدل ہے پس اس میں تین کم ہوتے تھے مورخ نے لفظ آب کو کہ اس کے بھی تین عدد ہوتے تھے اور مناسب مقام بھی تھا داخل مادۂ تاریخ کر دیا تاریخ پوری ہوگئی یعنی ۱۲۵۵ھ ہوگئی کہ یہی سنین مورخ کو مقصود تھے اور بعضوں نے اس قسم تاریخ کا نام تعمیہ داخلی بھی رکھا ہے۔

تنبیہ اور طریقہ متدخلہ اعداد کا جیسے اس تاریخ میں ہے ؎

گفت خائق با دو حرف حزن دل — گشت زین العابدین واصل بحق

یا اس تاریخ میں ولہ ؎

سال تاریخ تولد گفت عقل — از سر بہجت کہ برخوردار باد

یا اس تاریخ میں مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی مغفور کی کہ رحلت نواب میر جعفر علی خاں مرحوم کی ہے دعائی

گر دید نہان مہر جہان تاب دریغ — شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ
ایں واقعہ را زردی زاری غالب — تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ ۱۲۸۰ھ

یا اس میں کہ ولادت فرزند نواب میر غلام بابا خاں کی ہے قطعہ

میر بابا یافت فرزندی کہ ماہ چاردہ — بر فراز نوح گردوں گردہ تمثال اوست
فرخی بینی و یابی بہرہ از ناز و طرب — از سر ناز و طرب فرزند فرخ سال اوست

اول از صفحہ ۷۔ دوم از صفحہ ۳۰۔ کتاب اردوی معلای مطبوعہ مولفہ حضرت غالب دہلوی مرحوم مولف ہمچیداں کے نزدیک ناجائز و نادرست ہے اس واسطے کہ یہ اشارہ متدخلہ اعداد کا مادۂ تاریخ میں نہ ٹھہرا بلکہ مقولہ مورخ نے بادو حرف حزن دل یعنی محزوں ہو کر اس طرح کہا کہ گشت زین العابدین واصل بحق یا از سر بہجت یعنی خوش ہو کر یوں کہا کہ برخوردار باد یا از زردی زاری کہا کہ نواب دریغ یا از سر ناز و طرب کہا کہ فرزند فرخ فافہم

اور ایک قسم تاریخ کی اور ہے کہ اگرچہ جدا گانہ ہے لیکن قسم تاریخ نامذا لاعداد و ناقص الاعداد میں داخل ہے یعنی تعمیہ یا تخرجہ و تعمیہ یا تذخلہ دونوں کو شامل ہے مثال اس کی جیسے یہ تاریخ مشہور نعمت خاں عالی کی۔ قطعہ

بوالحسن داشت چار محل — بدرش کرد زان میاں تقدیر
اندرو برخاست بجایش نشست — شاہ اورنگ زیب عالم گیر

مادہ تاریخ لفظ چار محل ہے اس کے ۲۸۲ عدد ہوتے تھے پس اس میں سے مورخ نے بوالحسن کو کہ اس کے ۱۵۷ عدد ہوتے ہیں خارج کیا اب رہ گئے مادہ تاریخ کے ۱۱۵ عدد ان میں شاہ اورنگ زیب عالم گیر کے عدد کہ ۹۷۲ ہوتے ہیں داخل کر دیے پس تاریخ تعمیہ یا تخرجہ و تعمیہ یا تذخلہ دونوں کو شامل ہو گئی اور ۱۰۸۸ھ حاصل ہوئے پس یہی سنہ تعمین مورخ کو مقصود تھے۔

باب نہم اقسم تاریخ ہم صوری و ہم معنوی کے بیان میں

تاریخ صوری و معنوی اُسے کہتے ہیں جس کے ظاہر و باطن دونوں تاریخ ہونے پر دلالت کریں یعنی الفاظ بھی شعر تاریخ پر ہوں اور اعداد حروف بھی یعنی ذکر سال و ماہ و روز واقعہ بھی اس میں ہو اور اعداد حروف سے بھی یہ حساب ابجد اُس سال پر دلالت کریں جس میں وہ واقعہ ہوا ہے مثال اس کی جیسے یہ تاریخ استاد اول مولف جناب میر علی اوسط رشک مرحوم کی ہے ؎

مرد سبحان علی خاں قاتل — یک الف دو صد و شصت و چہار
۱۲۶۴ھ

یا جیسے یہ تاریخ شیخ ناسخ مغفور کی کہ کسی کی وفات کی ہے ؎

طبع ناسخ سال تاریخ وفات — گفت بست و ہشتم ماہ رجب
۱۲۱۲ھ

دلا ایضاً ؎ دوشنبہ پنجم ذی حجہ اے دلا — دلا ایضاً ؎ چہار روز از دل ذیقعدہ بود۔ یا جیسے استاد دوم مولف مرزا محمد رضا برق مغفور مخاطب بہ فتح الدولہ بہادر کی یہ دو تاریخیں وفات مرزا الغیر الدین حیدر بہادر و محمد علی شاہ بادشاہان لکھنؤ ؎

دہ سال و پنج روز حکومت نمودہ شہ۔ ؎ دہ روز و پنج سال حکومت نمودہ شہ۔

اور ایک قسم تاریخ شوخ ۱۲۵۸ھ صوری و معنوی کی یہ ہے کہ جس میں بجائے ذکر سال و ماہ و روز ذکر اسماء و صفات و اعراض وغیرہ کا کیا جائے چنانچہ جناب میر علی اوسط رشک مغفور اپنے والد ماجد مرحوم کے انتقال کی تاریخ فرماتے ہیں ؎

این صوری و معنوی نوشتم تاریخ — سید سلمان داے وفاضل ہے ہے ۱۲۲۹ھ ۔ ایضاً دلہ ؎

یہ ہوئی انتقال کی تاریخ — نوجواں خوشنویس سید ہائے
ایضاً دلہ ؎ — سرد ش مصرع تاریخ انتقال نوشت ۱۲۳۳ھ
فقیہہ و عابد و زاہد طبیب و فاضل آہ
ایضاً دلہ ؎ — مرد از سر طان و ذات الجنب و دیلہ داے ۱۲۴۷ھ
ایضاً دلہ ؎ — مرد سیم زہیضہ ہے ہے ۱۲۴۷ھ

خاتمہ مشتمل ہے چند فائدوں پر۔ فائدہ لفظ اللہ کے چھیاسٹھ عدد لینا چاہیئے۔ اس لیے کہ اس لفظ میں ایک الف اور دو لام اور ایک ہے مکتوبی ہے حاذق اس مصرع مشہور کے ع اللہ بود یک الف و ہاد و دو لام اور دوسرا الف جو بعد لام کے تلفظ میں آتا ہے وہ معتبر نہ کیا جائے گا کیونکہ تاریخ میں حروف مکتوبی معتبر ہوتے ہیں حروف ملفوظی کا اعتبار نہیں کیا جاتا تنبیہہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ کا لام مشدد ہے اور دوسرا لام بسبب تشدید کے پیدا ہوتا ہے یعنی ملفوظی ہے پس اس کا اعتبار تاریخ میں کیوں کیا گیا اور اس کے عدد کیوں لیے گئے جواب اس کا یہ ہے کہ دوسرا لام باعتبار تلفظ کے اللہ میں نہیں لیا جاتا بلکہ باعتبار کتابت کے لیا جاتا ہے کہ مکتوبی ہے یعنی بعد لام کے جو ایک شوشہ سا رسم الخط عربی میں لکھ دیا جاتا ہے

اور رسم الخط فارسی میں بھی اگر غور کیا جائے تو وہ شوشہ ہوتا ہے لیکن بہت مختصر سا اس کو دوسرا لام تصور کر لیتے ہے گویا اللہ سمجھ لیا ہے اور اگر معترض یہ کہے کہ شوشہ مذکورہ اس الف کی علامت ہے جو بعد لام کے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس امر کی تصریح مقدمہ میں کر دی گئی ہے کہ وہ الف جو بعد لام کے ہے مکتوبی نہیں ہے ملفوظی ہے جیسا کہ معیار الاشعار میں محقق طوسی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھ دیا ہے۔ من ارادا التحقیق فلیرجع الیہ پس شوشہ مذکورہ بجز دوسرے لام کے اور کوئی صرف نہیں تصور کیا جا سکتا کہ حقیقت میں بھی لفظ اللہ میں دو لام ہیں یعنی اصل میں یہ لفظ الالاہ ہے پس بقاعدہ عربی لام اصل کو لام ثانی میں بعد حذف الف کے ادغام کر دیا ہے فائدہ جو تصریح کر رسم الخط عربی میں طویل یعنی دراز لکھی جاتی ہے مانند تائے جمع وغیرہ کے جیسے کائنات صفات ذات بہجات مافات وغیرہ کی تے اس کے چار سیکڑے تاریخ میں لیے جائیں گے اور تائے تانیث اسمی و تائے مصدری وغیرہ کے پانچ آحاد لینا چاہیئے کیونکہ ایسی تے کو رسم الخط عربی میں مدور بھی گرد لکھتے ہیں بشکل ہائے جو ہے کے عدد ہوتے ہیں وہی عدد اس تے کے بھی لینا چاہیئے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ الف مقصورہ کے بھی جو لفظا علے ادنی موسی علیٰ مصطفیٰ مرتضیٰ وغیرہ کے آخر میں آتا ہے دس عدد لیے جاتے ہیں ایک عدد نہیں جاتا اس واسطے کہ رسم الخط عربی میں الف مقصورہ بہ شکل یائے تحتانی لکھا جاتا ہے پس مورخین محقق ثقات نے ایسی تے کے پانچ ہی عدد لیے ہیں یعنی اس تے کو ہے قرار دیا ہے اور محض کتابت کا اعتبار کیا ہے چنانچہ استاد اول مولف جناب میر سید اوسط رشک مغفور نے کسی کی کتاب موسوم ہدایۃ الشعرا کے ختم کی تاریخ جو فرمائی ہے ؎

زغیب یافتم اے رشک مصرع تاریخ ہدایۃ الشعرا جلائے حل مصطلحات

۱۲۵۷ھ

تو اس میں تائے مدورہ لفظ ہدایۃ الشعرا کے پانچ آحاد لیے ہیں یا منشی مظفر علے اسیر مرحوم نے جو نواب امداد حسین خاں صاحب بہادر مغفور مخاطب بامیر الدولہ وزیر اعظم امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کے کسی مرض سے صحت پانے کی تاریخ کہی ہے چنانچہ ان کے دیوان فارسی میں موجود ہے۔ اللھم احفظ من البلیتی اس میں بھی تائے بلیۃ کے پانچ آحاد لیے ہیں یا منشی امیر احمد صاحب اسیر تخلص سلمہ اللہ تعالیٰ ارشد تلامذہ اسیر ۱۲۶۳ھ مرحوم نے جو اپنے دیوان کا نام تاریخی مرآۃ الغیب رکھا ہے اس میں بھی تائے مرآۃ کے پانچ ہی عدد لیے ہیں یا منشی سید اسمٰعیل حسین تنویر مرحوم شاگرد رشک مغفور نے جو دیوان سوم اعلیٰ حضرت قدر قدرت ذوالمنن نواب محمد کلب علی خاں صاحب بہادر دام اقبالہم والی ریاست رام پور کا نام تاریخی درۃ الانتخاب رکھا ہے اس میں بھی تائے درۃ کے پانچ ہی عدد لیے ہیں یا مولف رسالہ ہذا نے جو اسم تاریخی رسالہ ہذا کے آغاز تالیف کا مادۃ التاریخ رکھا ہے ۱۲۹۴ھ اس میں بھی لفظ مادۃ کی تے کے پانچ آحاد لیے ہیں اور بڑی دلیل تو اس تے یعنی تائے مدورہ کی ہے (ہ) قرار دینے ۱۲۹۲ھ کی مولف کے پاس یہ ہے کہ صاحب مقامات نے جو مقدمہ مرتبہ دیوان ششم میں خطبہ فتوحات مکیہ یعنی عنیز منقوط میں لکھا ہے اس میں اس طرح کی تائیں بہت سی آگئی ہیں کہ وہ سب ہا قرار دی جاتی ہیں چنانچہ اس خطبہ کی عبارت کسی قدر موافق ضرورت کے اس مختصر میں بھی لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

قال الحمد للہ الممدوح الاسماء الحسنیٰ والاسماء الواسع العطاء المدعو لجسیم اللاواء مالک الاسماء والاسماء ومصور الوسم ومکرم اھل سماح والکرم ومھلک عادوارم ادرک کل سرّ علمہ ووسع کل مصر حلمہ وعم کل عالم طولہ وعمّ کل مادر حولہ احمدہ حمد موحد مسلم وادعوہ دعاء موصل مسلم وھو اللہ لا الہ الا ھو الواحد الاحد العادل الصمد الاول لا ولد لہ ولا ردء معہ ولا مساعد ارسل محمدا للاسلام سمحا وللملۃ موطدا ولادلۃ الرسل موکدا وللاسم الاعظم مؤیدا واوصل الارحام وعلم الاحکام ووسم الحلال والحرام ووسم الاحلال والاحرام کرم اللہ محلہ وکمل الصلوٰۃ والسلام الخ تنبیہ اکثر مورخین نے چار سیکڑے بھی تائے مدورہ کی تاریخ میں لیے ہیں چنانچہ مولوی فائق مرحوم صاحب کتاب مخزن الفوائد نے جو تاریخ بنائے مسجد جھجھور کی جس کے بانی نواب زین العابدین خاں بہادر مغفور تھے کہی ہے ؎

خالق دوگانہ گردید محراب ادا تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ

۱۲۰۲ھ

تائے صلوٰۃ کے چار سو لیے ہیں یا اپنی کتاب مخزن الفوائد کا جو نام تاریخی خزینۃ الاصول رکھا ہے اس میں بھی تائے خزینۃ کے چار سو لیے ہیں یا حبیب مولوی عبد الباسط مرحوم امیٹھوی نے کہ بہ عنایت الٰہی بہت بڑے مورخ تھے اپنے جد وجدہ کی وفات کی تاریخ فرمائی

ہے ؎ گفت امر خدا ش با احباب اسکن انت وزوجک الجنۃ

تائے جنۃ کے چار سیکڑے لیے ہیں یہ امر مولف ہیچمداں کی رائے ناقص میں مخدوش ہے اور پایہ اعتبار سے ساقط کیونکہ یہ تے صورتاً ہے (ہ) ہے اور ہے ہونا ایسی تے کا بہ دلائل دبراہین اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے پس تائے مدورہ کے چار سو لینا کیونکر جائز ہوگا ہاں چار سو لینا اس وقت جائز ہو سکتا ہے کہ جب کوئی اس امر کو بہ دلائل باطل کر دے کہ کتابت حروف کو تاریخ میں کچھ دخل نہیں اور رسم الخط کا بھی بطلان کرے تو یہ محال ہے کہ بطلان ان دونوں امروں کا ہو نہیں سکتا اور یہ دلیل اس پر لانا کہ اکثر لوگوں نے یہی تے کے چار سو لیے ہیں اور اس کے نظائر گذارنا ممنوع محض ہے کیونکہ خلاف قاعدہ اور قرار داد اہل فن جو امر کسی سے وقوع میں آئے گا وہ کیونکر سنا جائے گا گو کثرت سے ہو چنانچہ قول مولف ہیچمداں کا موید یہ مقولہ صاحب تذکرہ خزانۂ عامرہ میر غلام علی آزاد بلگرامی مرحوم کا بھی ہے کہ وہ تذکرۂ خزانۂ عامرہ میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ تاریخ مرزا قطب الدین مائل یعنی جبل جنۃ متواہ نقصانے دارد کہ مورخ آں یعنی محمد آکف از تائے جنۃ کہ آخر در املائے عربی بہ شکل ہائے سند چہار صد گرفتہ حال آنکہ ہیچ باید گرفت زیرا کہ معتبر نزد اہل جمل صورت کتابت باشد نہ تلفظ منقول از تذکرہ خزانہ عامرہ صفحہ ۳۳۰ مطبوعہ منشی نول کشور تنبیہ سنا گیا ہے کہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم دہلوی نے تاریخ میں تائے مدورہ مذکورہ کے چار سیکڑے اور پانچ احاد لینے کے میں ایک محاکمہ فرمایا ہے یعنی قول فیصل لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ تائے مدورہ موقوفہ کے تو پانچ آحاد لیے جائیں اور موصولہ کے چار سیکڑے مثلاً برب الکعبہ کی تے کے تو پانچ احاد لیے جائیں اور کعبۃ اللہ کی تے کے پانچ چار سیکڑے واہ کیا خوب فیصلہ کیا ہے جس نے قاعدہ تاریخ ہی کو برہم کر دیا یعنی صورت کتابت کو کچھ دخل ہی تاریخ میں نہ رہا محض تلفظ پر کہ جس کا مطلق اعتبار تاریخ میں نہیں ہے دار و مدار رکھا گیا ہے یعنی برب الکعبہ میں جو در حالت وقف ہے (ہ) ملفوظ ہوتی ہے اس کے پانچ لیے جائیں اور کعبۃ اللہ میں در حالت اصل جو تے ملفوظ ہوتی ہے اس کے چار سو اس فیصلہ کو ان کے معتقدین ہی تسلیم فرمائیں تو فرمائیں دوسرا کیونکر مان لے کہ قاعدہ تاریخ ہی مٹا جاتا ہے فقط۔

فائدہ۔ الف وصل کا عبارت فارسی میں جہاں لکھا جائے گا تاریخ میں اس کا ایک عدد لیا جائے گا اور جہاں بہ اعتبار مخدوف ہونے کے کتابت میں نہ آئے گا کوئی عدد اس کا نہ لیا جائے گا مثلاً لفظ است کے الف کا بہ ضرورت اعداد لکھنا اور بے ضرورت نہ لکھنا دونوں طرح جائز ہے۔

فائدہ الف مقصورہ جو آخر الفاظ عربیہ میں آتا ہے جیسے عیسیٰ۔ موسیٰ۔ مصطفیٰ۔ مرتضیٰ وغیرہ میں اس کی تاریخ میں دس عدد لیے جائیں گے کہ کتابت اس کی بصورت یائے تحتانی مقرر کی گئی ہے چنانچہ رشک مغفور نے مرثیہ مغل غافل ذاکر سید الشہداؑ کے انتقال کی تاریخ میں لفظ مصطفیٰ کے الف مقصورہ کے دس عدد لیے ہیں۔ ع ذاکر سبط مصطفےٰ ہے ہے

فائدہ۔ الف ممدودہ کا جو اول الفاظ میں آتا ہے تاریخ میں ایک عدد لیا جائے گا۔ اس لیے کہ کتابت اس کی ایک الف کے ساتھ ہے مثلاً لفظ آحاد کے ۱۱۴ اور لفظ آزاد کے ۱۲ عدد لیے جائیں گے فائدہ ہائے مختفیہ جو الفاظ فارسی میں آتی ہے مانند ہائے بیان حرکت وغیرہ کے جہاں کتابت میں آئے گی اس کے پانچ عدد لیے جائیں گے اور جہاں نہ لکھی جائے گی۔ کوئی عدد اس کا نہ لیا جائے گا مثلاً کاف بیانیہ یعنی لفظ کہ جب علیحدہ لکھا جائے گا یعنی دوسرے لفظ سے نہ ملے گا تو ۲۵ عدد اس کے لیے جائیں گے۔ کاف کے ۲۰ ہا کے ۵ یا جیسے شیخ ناسخ مغفور کی اس تاریخ میں ع افسوس کہ موت نے گھسیٹا

اور جب کسی اور لفظ سے مل جائے گا جیسے لفظ کز کہ اس میں فقط کاف کے ۲۰ عدد لیے جائیں گے اور ہا کے ۵ عدد نہ لیے جائیں گے فائدہ ہمزہ جو خط منحنی سے عبارت ہے اس کا کوئی عدد تاریخ میں نہیں لیا جاتا اس لیے کہ یہ کوئی حرف حرف تہجی میں سے نہیں ہے تنبیہ کسی نے انشائے مادھو رام کی تالیف کی تاریخ جو کہی ہے ؎

ہاتفے گفت سال تاریخش کز ہے نشاۂ مادھو رام

اس میں لفظ نشاۂ کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لے لیا ہے یا کسی نے اس تاریخ میں کہ وفات نواب ضیاء الدین احمد خاں مرحوم رئیس دہلی کی تاریخ ہے۔ رجاعی

درد اکر ضیاء دین احمد بر بست — رخت سفر از جہان کہ جائے سفر است
از طاق و ز ایوان و ز بزم و حلبا — بگسستہ برحمت الٰہی پیوست

ضیاء دین احمد کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لیا ہے یعنی مادۂ تاریخ ضیاء دین احمد ہے پس بشرطیکہ اس فقرہ کے ہمزہ اضافت کا بھی ایک عدد لیا جائے تو ۹۲۹ ہوتے ہیں پس ان اعداد میں سے لفظ طاق و ایوان و بزم و حلبا کے عدد کہ ۳۲۱ ہوتے تھے پہلے مورخ نے نکال ڈالے تو ۶۰۸ باقی رہے بعد اس کے تاریخ کے پورا کرنے کے لیے رحمت الٰہی کے عدد کہ ۶۹۴ ہوتے ہیں ان میں داخل کر دے۔ تو ۱۳۰۲ھ ہو گئے اور یہی سنین مورخ کو مقصود تھے اور یہ تاریخ مورخ نے صنعت تعمیہ یا تخرجہ و تعمیہ یا تدخلہ دونوں میں کہی ہے۔ پس مولف بچیداں کے نزدیک ہمزہ کا ایک عدد لینا کسی طرح صحیح نہ ہوگا غلط بلکہ اغلط ہے کہ مورخین ثقات نے کبھی ہمزہ کا کوئی عدد تاریخ میں نہیں لیا فائدہ وہ یائے معروف جس پر ہمزہ یعنی خط مختی لکھ دیتے ہیں عربی کی ہو خواہ فارسی کی خواہ ہندی کی اس کے بیس عدد لیے جائیں گے اس لیے کہ جب کسرۂ ماقبل اس کا اشباع پائے گا وہ دوسری یا ہو جائے گی اور کتابت بھی اس کی دو یاؤں سے چلی ہے جیسے لفظ مائی۔ ہوائی۔ خدائی۔ رہائی۔ آئی۔ یائی نبائی۔ دکھائی گئی بمعنی جدید نئی کیفی نو ہوئی وغیرہ کی یائے معروف کے بیس عدد لیے جائیں گے چنانچہ شیخ ناسخ مرحوم نے کسی کی شادی کنخدائی کی تاریخ فرمائی ہے اور اس میں لفظ کدخدائی کی یائے معروف کے بیس عدد لیے ہیں ؎

رقم سال کردم بدست خدائی — ہمایون و مسعود شد کدخدائی

یا منشی مظفر علی اسیر مرحوم نے نواب یوسف علی خاں بہادر مغفور والی ریاست رام پور کے غسل صحت کی تاریخ میں لفظ گئی اور ئی کی یائے معروف کے بیس عدد لیے ہیں۔ ؏ دعائے خلق دوا ہو گئی شفا پائی

یا مولف نے نواب مرزا خاں داغ دہلوی کے طبع دیوان اول کی تاریخ میں لفظ آئی کے بیس عدد لیے ہیں ؏

بور گلزار داغ آئی آج

اور یائے مجہول کے عدد خواہ اس پر ہمزہ لکھا جائے خواہ نہ لکھا جائے دس عدد لیے جائیں گے جیسے لفظ جائے۔ خدائے۔ صفائے۔ آئے۔ پائے۔ لائے کی یائے مجہول کے عدد دس لیے جائیں گے خواہ یہ سب الفاظ بہ وزن فاع و فعولن پڑھے جائیں گے خواہ بروزن فعلن و فعولن آئیں۔ اور کتابت بھی اس یا کی ایک یا سے چاہیئے ہے اور لفظ کیجیے دیجیے اور دیے جیے لیے کیے گئے نئے کی یائے مجہول کے بیس عدد لیے جائیں گے اس واسطے کہ یہ بولی بھی مکرر جاتی ہے اور کتابت میں بھی مکرر آتی ہے۔

فائدہ حروف مقطعات کے اعداد بہ اعتبار ان کے زبر کے لیے جائیں گے یعنی جس طرح لکھنے میں آتے ہیں مثلاً حمعسق کے ح کے ۸ م کے ۴۰ ع کے ۷۰ س کے ۶۰ ق کے ۱۰۰ لیے جائیں گے بینات ان حروف کی تاریخ میں نہ محسوب ہوں گے ہاں اگر بینات کے اعداد لینے کا اشعار کر دیا جائے گا تو اس وقت وہ بھی محسوب کیے جائیں گے فائدہ لفظ رئیس و سئیس و آئین و آئینہ وغیرہ کی یا کے بیس عدد تاریخ میں لیے جائیں گے کہ یا حقیقتاً بھی مکرر ہے اور کتابتاً بھی چنانچہ اس تاریخ میں جناب میر علی اوسط رشک مغفور نے لفظ رئیس میں دو یائیں لی ہیں ؎

ہاتف بگفت مصرع تاریخ رحلتش — بودہ رئیس و سید و سردار افسران

جیسے مولف نے خلعت مسند نشینی ولی نعمی نواب محمد کلب علے خاں صاحب بہادر دام اقبالہم کے ملکہ انگلستان کی طرف سے آنے کے جشن کی تاریخ کہی ہے اس میں لفظ آئین کی دو یائیں لی ہیں ؎

کہہ کے یہ تاریخ بہر پیش کش لایا جلال — آج رشک جشن جم بزم طرب آئیں ہوئی

اور یہاں لفظ ہوئی میں بھی دو یائیں مولف نے لی ہیں کہ یہ وہی یائے معروف ہے جس پر ہمزہ لکھ دیتے ہیں یا اپنی اس تاریخ میں آئینۂ معشوق سخن کہ دیوان حضرت موحد رام پوری شاگرد مومن خاں دہلوی کی ترتیب کی ہے لفظ آئینہ میں دو یائیں لی ہیں فائدہ لفظ نہیں و دہ سین وغیرہ میں ایک یا کے عدد تاریخ میں لیے جائیں گے کہ ان الفاظ کے رسم الخط میں مکتوبی ایک ہی یا ہوتی ہے چنانچہ خاتم ابنین کے ۱۱۸۴ - اور سید الوسیین

لہ مولف کی یہ رائے درست نہیں ہے نہیں و دہ سین میں دو یائیں لکھی جاتی ہیں ان میں پہلی یا مشدد ہے اور دوسری محرف نگار

کے ۲۰۶۱۔ عدد تاریخ میں لینا چاہیئے فائدہ مصرع تاریخ کی موزونیت کے لیے جو زائد سے زیادہ مادہ تاریخ سے کچھ الفاظ لے آتا ہے مانند کاف بیایہ رگفت دگفتہ۔ نوشت دنوشتہ دبگو د بخوان وغیرہ کے یا ہندی میں مانند کہہ اور پڑھ اور بولا اور کہا اور لکھا وغیرہ کے یا مثل لفظ فلک ملک ہاتف سروش دل طبع عقل خرد مخلص مورخ وغیرہ کے پس ان کے عدد مادۂ تاریخ میں محسوب نہ ہوں گے۔ چنانچہ ان تاریخوں میں شیخ مرحوم کی صرف اس قبیل کے الفاظ موزونیت مصرع تاریخ کے واسطے آگئے ہیں اور مادہ تاریخ میں ان کے اعداد محسوب نہیں ہیں ۹

دلا سال تاریخ جستش بگو کراین کتخدائی ہمایوں نواد
۱۲۳۱ھ

دلہ

سال تاریخ بے رحلت شاہ عالم گفت دل زیر زمین بادشہ کشور ہند

سہ سال تاریخ عروسی ناسخ کہ خدا شد مرزا یم نبیرہ ۱۲۲۱ھ

سہ بے سال ہمایوں جلوسش بگو ناسخ کہ ظل اللہ گردید ۱۲۳۱ھ

سہ بے سال ولادت طبع تاریخ بگفتا کوکب برج شرافت ۱۲۳۴ھ

سہ تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی بولے ملک ضریح قبول امام ہے ۱۲۵۲ھ

فائدہ یہ جو مشہور ہے کہ واقعہ شادی کی تاریخ میں ایک عدد کا بڑھا دینا اور واقعہ غم کی تاریخ میں ایک عدد کا کم کر دینا جائز ہے محض غلط مشہور ہے۔ جن صاحبوں نے یہ مشہور کیا ہے ان کو سند اس کی مورخین ثقات کی تاریخوں سے دینا چاہیئے۔

فائدہ۔ وہ سنین متعارف کہ جن میں تاریخ کہی جاتی ہے یہ ہیں ا سنہ ہجری اور وہ زمانہ ہجرت جناب رسالتمآب سے مراد ہیں یعنی مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً سے حضرت کا ہجرت فرمانا اور مدینہ منورہ تشریف لانا اور یہ سن مجوزہ خلیفہ ثانی کے ہیں اور اب ۱۳ ہیں ۲ سنہ فصلی کہ وہ سنہ ہجری سے ۹ سال کے ناصلے کے بعد تجویز کیے گئے ہیں اور زمانہ اکبر سے تجویز ہوئے ہیں اور وہ اب ۱۳۹۳ ہیں۔ ۳ سنہ مہدی ہیں اور وہ زمانہ غیبت امام مہدی آخر الزماںؑ سے لیے جاتے ہیں اور بعضوں نے زمانہ ولادت باسعادت بھی لیا ہے اور وہ اب ۱۰۴۶ ہیں ۴۔ سنہ عیسوی ہیں اور انھیں کو مسیحی بھی کہتے ہیں اور وہ زمانہ غیبت حضرت عیسیٰ سے مراد ہیں اور اب ۱۸۸۵ ہیں ۵۔ سنہ موسوی اور وہ بحساب کتب تواریخ زمانہ غرق فرعون سے لیے جاتے ہیں۔ اور تا زمانہ حضرت عیسیٰ وہی مروج ہے اور اب ۳۱۴۱ ہیں ۶ سنہ بسنت بکرماں جیت ہیں کہ وہ اب ۱۹۴۲ ہیں فقط

تقریظ مع قطعات تاریخ طبع رسالہ ہذا

از نتائج افکار گہربار شاعر شیوا زبان فصیح بیان جناب سید علی عبدالقادر شمس القادری عرف شاہ مرشد علی صاحب الحنفی البغدادی اصلاً المیدانی فوری مولداً المتخلص بہ عاصی وجمال سلمہ اللہ المتعال ولد سید سندی سید مرشد ارشدی خوش ازلی محبوب باری حضرت سید شاہ مہر علی القادری البغدادی الحسنیؑ الحسینی مؤلف رسالہ ہذا:۔

چھپا ہے نسخۂ اکسیر ایسا جو خزینہ ہے — بلاغت کا فصاحت کا ملاحت کا متانت کا
صراط منزل تحقیق سطریں ہیں حقیقت میں — ہر اک بین السطور اسمیں ہے جادہ اس طریقت کا
تجلی روشنائی شاخ نخل طور ہے خامہ — کلیم اللہ ہے مضموں ہر اک طور طلاقت کا
نتیجہ فکر طبع پاک کا الفاظ زیبا ہیں — دکھاتے ہیں معانی جلوہ اعجاز و کرامت کا
جو اس کی لوح میں لوح نبیں کی شان پیدا ہے — قلم عالم دکھاتا ہے قلم کے دست قدرت کا

جو نقطے ہیں وہ ہیں گرداب جو سطریں ہیں موجیں ہیں — جو صفحے اس صحیفہ کے ہے دریا فصاحت کا
جو صفحے ہیں رخ خوباں جدا دل چار ابرو ہیں — مرقع نامہ نامی بھی ہے یوسف کی صورت کا
خراش کنز لک انکار منکر سے بری ہے یہ — مٹانے سے کسی کے کب لکھا ٹلتا ہے قسمت کا
جلال پیشوائے شاعراں اس کے مصنف ہیں — ملا ہے مرتبہ تحقیق میں جن کو امامت کا
کیا ہر فن میں عالم حق نے اس کامل رہ داں کو — عروض و قافیہ تاریخ گوئی و طباعت کا
ترش رو ہوں گے چکھ کر رشک کی تلخی کو اب حاسد — بہت کچھ شور ہے شیریں بیانی کی حکایت کا
خدا نے اس کریم النفس کو جامع بنایا ہے — شرافت کا نجابت کا سیادت کا کرامت کا
کیا خلاق نے گویا مجسم خلق میں اس کو — مروت کا فتوت کا عطوفت کا عنایت کا
دم فکر سنین طبع کلک طبع عاصی کر — جو تھا سودا سواد سال ہجری کی کتابت کا
پکارا ہاتف غیبی کہ سال طبع تم اس کے — لکھو اب چھپ گیا ہے کارنامہ حنانت کا

۱۳۰۳ھ

ایضاً

طبع این نامہ شد بخوبی و حسن — مژدہ ادا بجملہ اہل کمال
زد رقم سال طبع حمدہ جمال — چہ قواعد نوشت طرفہ مجال

۱۳۰۳ھ

ایضاً

شد مدار از جد و جہد استادم — قواعد در فن تاریخ مجموع
سنین طبع عاصی اینچنین گفت — چہ دستور العمل شد پاک مطبوع

۱۳۰۳ھ

ایضاً

جلال نامور نے یہ رسالہ ایسا لکھا ہے — کہ جس سے مادہ تاریخ کہہ لینے کا حاصل ہو
قواعد جتنے ہیں تاریخ گوئی کے سب اس میں ہیں — نہ لکھا تھا کسی نے یوں بشرح و بسط اس فن کو
یہ نسخہ اکسیر ہے تحقیق کے مس کا — طلا و سیم کی کیا اس کے آگے اصل مشتاقو!
دم فکر سنین طبع بولی طبع عاصی کی — "بجا ہے مادہ تاریخ کا تاریخ یہ کہہ دو"

۱۳۰۳ھ

ایضاً

حضرت ضامن علی کے نسخہ مطبوع کا — جس کے ظاہر ہونے کا ہر چار جرچا ہے آج
عیسوی تاریخ عمدہ ہاتھ آئی یہ جمال — طرفہ قانون بس یہی تاریخ گوئی کا ہے آج

۱۸۸۵ء

از نتائج افکار سخنور معنی شناس سید ذاکر حسین صاحب یاس شاگرد مؤلف رسالہ ہذا

نسخہ بے مثل استادم نوشت — نقطہ نقطہ شاہد علم و کمال
سال طبعش یاس در منقوط گفت — فن تاریخ ایں رقم کردہ جلال

۱۳۰۳ھ

از نتائج افکار گہربار شاعر بلاغت اتمای جناب منشی دھنپت رائے صاحب محقق لکھنوی مختار سرکار فیض آثار نواب حیدالدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین خاں بہادر اسد جنگ دام اقبالہ

خوش طبع شد رسالہ ضامن علی جلال — کو شاہد است غیرت خاقانی و حزین
گفتم محقق از پئے توضیح سال طبع — مطلوب با سود مند و مفید مورخین

۱۳۰۳ھ

چھوکرہ

بہترین اور نفیس کوالٹی ہے

ہماری خصوصیات

کپڑا	کپڑا	کپڑا
سلکی پلین	سلکی پرنٹس	اُونی
جورجٹ	فرنچ کوئین	گیبرڈین
بجرگ	چھوکرہ کوئین	سوٹنگ
کریپ	ساٹن فلورنس	شال
ساٹن	گولڈ کریپ	سرج
ٹفاٹہ	دل بہار	پانامہ
بشرٹ کلاتھ	لنن	پرشیا
شنٹون نائلن	شنٹون	
نتون		

ان کے علاوہ نفیس سوتی چھینٹ اونی دھاگہ

تیار کردہ

دی امرتسر رین اینڈ سلک ملز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ جی ٹی روڈ امرتسر

ٹیلی فون نمبر 2562

تار کا پتہ: "رین" (RAYON)

اسٹاکسٹ

ٹراونکور رین لمیٹڈ۔ برائے سلکی دھاگہ و رمومی (سیلوفین) کاغذ

تاریخ لطیف

اکبر علی خاں

تاریخ گوئی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بلاشبہ اس فن کے ذریعے ہم تک بے حد اہم واقعات و حادثات کے صحیح ترین حوالے پہنچے ہیں اور توقیت میں بیش از بیش مدد ملی ہے۔ ممکن ہے کہ اس صنعت کے موجد نے تو اسے صرف اپنی ہنر مندی اور بازی گری دکھانے ہی کے لیے ایجاد کیا ہو لیکن اس کی طباعی اور ذہانت نے ایک نہایت مفید اور کارآمد پہلو بھی اختیار کر لیا۔

فن تاریخ گوئی جس مہارت کا مطالبہ کرتا ہے اس کا پورا کرنا عام طور پر بہت مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اچھی تاریخیں بھی حادثتاً ہی کہی جاتی ہیں اور اچھے تاریخ کہنے والے بھی خال خال نظر آتے ہیں۔ تاریخ کی خوبی یہ ہے کہ کم سے کم الفاظ میں اظہار مطالب ہو جائے اور ان لفظوں کی بندش چست اور نشست درست ہو۔ ان میں اتنی جان اور کشش ہو کہ بآسانی ذہن نشین ہو سکیں اور بھلائے نہ بھلائے جا سکیں۔ سیدھی اور سچی تاریخیں شاذ و نادر ملتی ہیں تعمیے اور تخرجے کا جو طریقہ برتا جاتا ہے اسے ایک طرح کا عجز بیان ہی سمجھنا چاہیے۔

یوں تو اکثر شعراء کے دواوین میں تاریخیں پائی جاتی ہیں مگر باقاعدہ تاریخوں کے مجموعے نہیں ملتے۔ صاحب عالم مارہروی نے دیوان تواریخ کے نام سے اپنی تاریخوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ اس کے بعد دوسری کاوش رام پور کے ایک گمنام ادب دوست بزرگ کی توجہ سے ترتیب پا سکی۔ جس کا نام انھوں نے تاریخ لطیف رکھا ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ جو بخط مولف ہے رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔ صاحب تالیف کا تعارف جناب عرشی صاحب نے فہرست مخطوطات میں اس طرح کرایا ہے: "مولوی مہدی علی خاں بن بندہ علی خاں عرف اختر بلند خاں رامپوری متخلص بہ ممتاز متوفی ۱۹۲۵ء" انھیں کی ایک اور تصنیف جو اردو رباعیات پر مشتمل ہے۔ رباعیات آرام کے نام سے شامل فہرست ہے۔ تاریخ لطیف میں مندرج ایک قطعہ تاریخ میں بھی آرام متخلص نظم ہوا ہے۔ انتخاب یادگار میں مہدی علیخاں کا ذکر ممتاز تخلص کے تحت آیا ہے اس لیے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ آرام تخلص تذکرے کی ترتیب کے بعد اختیار کیا گیا ہوگا۔ تذکرہ کلیم نے مہدی تخلص کا اضافہ کیا ہے۔ اور تاریخ وفات ۲۵ اکتوبر بتائی ہے آئندہ صفحات میں ایک قطعہ تاریخ شریک کیا جا رہا ہے جس میں مہدی بطور تخلص استعمال کیا گیا ہے اس سے تذکرہ کلیم کی تصدیق ہوتی ہے

مہدی علی خاں امیر مینائی کے عزیز شاگردوں میں تھے چنانچہ خود استاد نے بڑی شفقت سے اپنے تذکرے میں ان کا ذکر کیا ہے اور تذکرہ لکھنے میں ان کی محنت اور دن رات مشقت کا اعتراف کیا ہے اس طرح مہدی علی خاں کو انتخاب کی تالیف و ترتیب میں معاون قرار دیا جا سکتا ہے۔

مہدی علی خاں نے اپنی عمر کا بڑا حصہ رامپور کی لائبریری ہی میں گزارا وہ یہاں تحویلدار کے عہدے پر ملازم تھے۔ اور کتابوں کے بڑے رسیا۔ چنانچہ اس عظیم الشان ذخیرۂ کتب کے بارے میں ان کی نظر بڑی وسیع تھی وہ اپنی معلومات کے ذریعے لائبریری کے مہمانوں کی جس انداز پر پذیرائی کرتے تھے اس کا اعتراف ہمارے بہت سے صاحب علم مشاہیر نے کیا ہے۔

مہدی علی خاں کی تخلیق "مجموعہ رباعیات" کے علاوہ اور کوئی نہیں لیکن ان کی مرتب کردہ مختلف اصناف سخن پر مشتمل کتابیں بہت سی ہیں اور اس سے بھی زیادہ وہ تعداد ان کتابوں کی ہے جس کے صرف ناقل مہدی علی خاں ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے تھے چاہے اپنے ذوق سے کوئی مجموعہ مرتب کر رہے ہوں یا کسی کی فرمائش یا کسی وقتی مصلحت سے کوئی کتاب وغیرہ نقل کر رہے ہوں۔

مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی مرحوم رئیس حبیب گنج اس معاملہ خصوصی میں ان کے بڑے قدرداں تھے اور ان کے کتاب خانے میں رامپور کے کتاب خانے کی کتابوں کی جو نقلیں ملتی ہیں وہ اکثر و بیشتر ہمارے مہدی علی خاں ہی کے قلم سے ہیں۔

کتاب خانہ رامپور میں مہدی علی خاں کی لکھی ہوئی جو کتابیں موجود ہیں ان میں سے صرف اردو مخطوطات کے نام درج ذیل ہیں اس سے اندازہ لگائیے کہ کتنے مختلف موضوعات میں انھیں دل چسپی تھی۔

(۱) ترجمہ رسالہ شیخ رئیس (کیمیا) ۲۔ رسالہ علم مغیبات (مسمریزم) (۳) اخبار حسن (تاریخ، دہیلہ (۴) سیر گلبور بملک للی پت (سفر نامہ) (۵) الفاظ مختلف فیہ در تذکیر و تانیث (قواعد) (۶) رسالہ متروکات (زبان و بیان) ۷۔ کان تاریخ (بلاغت) (۸) کتاب قوانی جلال (عروض) (۹) مناظرۂ تیغ و قلم (نثر مرصع) (۱۰) قصہ مہر و ماہ (داستان و قصص) (۱۱) دیوان تسکین (نظم) (۱۲) دیوان حسن (مرزا حسنو) (نظم) (۱۳) انتخاب نظام (نظم) (۱۴) مضامین رفیع (دیوان نواب کلب علی خاں) (۱۵) توقیع سخن (نواب کلب علی خاں) (۱۶) دیوان نمود۔

ان کتابوں کے علاوہ کتاب خانے کی فہرستیں تیار کرنے میں بھی وہ شریک رہے موجودات اور درآمد برآمد کے رجسٹروں وغیرہ کے علاوہ ان کتابوں کے نام جو مہدی علی خاں کی اردو تالیفات کہی جاسکتی ہیں یہ ہیں۔

۱۔ عقد ثریا (۲) جام جم (۳) کارستان سخن (۴) مذاق سخن (۵) قاضی حاجات (۶) محبوب کبریا (۷) گلزار حامدی (۸) مہر نیمروز (۹) سلک گوہر (۱۰) راز و نیاز (۱۱) ارشاد خاقانی (۱۲) حواشی مدینۃ السلام (۱۳) حواشی طومار غم (۱۴) نشتر غم (۱۵) دفتر غم (۱۶) فہرست دواوین نواب (۱۷) فہرست مطابع دواوین ۱۹۔ رقعات بیگمات اودھ (۲۰) انجمن مناظرہ (۲۱) انتخاب انتخاب یادگار (۲۲) بیاض عثمانی (۸ جلدیں) ۲۳۔ کہکشاں (۱۷ جلدیں)۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کہکشاں کی ۱۷ جلدوں کے صفحات کی مجموعی تعداد ۵ ہزار پینتیس (۵۰۳۵) ہوتی ہے۔ اس سے مہدی علی خاں کی طاقت تحریر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جن کتابوں کا میں نے ذکر کیا اُن میں یوں تو بہت سی کتابیں ہیں اور مختلف ذوق کے لوگوں کے لیے اس میں دل چسپی کا بہت کچھ مواد نکل آئے گا لیکن تاریخ لطیف کے بعد اگر کوئی کتاب اپنی طرف متوجہ کرتی ہے تو وہ رسالہ متروکات ہے۔ اس مختصر سے رسالے میں متروکات سے متعلق ان فیصلوں کو یکجا کیا گیا ہے جو نواب کلب علی خاں خلد آشیاں کے عہد میں معاصب منزل کی نشستوں میں زیر بحث آتے تھے۔ چونکہ رامپور کی ادبی تاریخ کا یہ دور سنہرا دور ہے اور اس میں دہلی اور لکھنؤ کے اساتذہ سخن کا اجتماع رہا ہے اس لیے اس رسالے کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

رامپور نے اصلاح زبان کے سلسلے میں جو مفید خدمات انجام دی ہیں ان کا ایک ہلکا سا اندازہ اس رسالے سے لگایا جاسکتا ہے مرتب نے ہر جگہ یہ صراحت بھی کی ہے کہ یہ قول کس کا ہے اس لیے اس سے افادیت اور بھی دوچند ہو جاتی ہے۔ خدا بخشے رازیزدانی مرحوم نے اسے بڑی محنت سے ایڈٹ کیا تھا اور وہ اسے شایع کرانا چاہتے تھے۔ اب ادارۂ نگار اس کی اشاعت کا اہتمام کرے گا۔

مہدی علی خاں کی زندگی کے حالات کا بہترین خلاصہ جناب عرشی صاحب کا ہی اندراج ہے جو تاریخ لطیف کے تحت فہرست مخطوطات میں پایا جاتا ہے۔ اور جسے میں نقل کر چکا ہوں۔ اس پر تاریخی حیثیت سے کوئی اضافہ ممکن نہیں سوائے اس کے کہ انتخاب یادگار میں امیر مینائی نے ان کی عمر ۳۴ برس لکھی ہے

تاریخ لطیف میں ۲۳۵ اردو شاعروں کی تاریخیں وفات جمع کی گئی ہیں یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تاریخیں معیاری ہیں لیکن تاریخ کے معاملے میں ہر جگہ فنکارانہ خوبیاں ہی اہمیت نہیں رکھتیں بلکہ ان سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر ان کی قدر و قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔ تاریخ لطیف بلاشبہ اس لحاظ سے بڑی قابل قدر کتاب ہے۔

چنانچہ ان میں سے کئی تاریخیں ایسی ہیں جن میں تاریخ وفات کے علاوہ دن وقت اور مقام کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ مرض اور مدت مرض بھی بتائی گئی ہے۔ چند ایک میں متوفی کی زندگی کے بارے میں اور مفید معلومات بھی مل جاتی ہیں۔ مثلاً نواب خلد آشیاں سے متعلق قطعہ تاریخ میں پیدائش اور تخت نشینی کا بھی مذکور ہے۔ یا داغ کے قطعہ تاریخ میں جو قاضی سید مقصود حسن حیرت شاہجہانپوری نے لکھا ہے۔ داغ کے اکسٹھ شاگردوں کے نام بھی گنائے گئے ہیں۔

بعض قطعات بہت اہم بھی ہیں اور معتبر ترین بھی۔ جیسے جلال کا قطعہ تاریخ جو خود ان کے بیٹے میر مہدی کمال نے لکھا ہے۔

اس قطعے میں انھوں نے تاریخ اور دن دونوں کو نظم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بیٹے کا بیان حرف آخر کا حکم رکھتا۔ یہی حیثیت شاگردوں کے کہے ہوئے قطعات کی بھی ہے۔

ان میں سے بہت سے قطعات اُردو کے اہم شاعروں سے متعلق ہیں۔ کچھ کے کہنے والے معروف ہیں کچھ کے غیر معروف۔ ان میں سے اکثر کے دواوین یا ملتے نہیں یا چھپے نہیں اس لیے ان کی افادیت اور اہمیت کچھ اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

تاریخ لطیف کے اکثر اندراجات صاحب لطیف کے معاصرین سے متعلق ہیں اس لیے ان کی صحت شک و شبہ سے بڑی حد تک بلند ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں ذاتی یادداشتوں بیاضوں قلمی دواوین اور معاصر اخبارات و رسائل سے مدد لی گئی ہوگی۔ لیکن اس زمانے کے رواج کے عین مطابق کہیں بھی ماخذ کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی

اُردو شعرا پر کام کرنیوالوں کے لیے یہ کتاب بے حد مفید اور ضروری تھی اس لیے میرا جی چاہتا تھا کہ اسے باقاعدہ ایڈٹ کیا جاتا اور جن لوگوں سے متعلق تاریخیں ملتی ہیں یا جن لوگوں کی کہی ہوئی تاریخیں اس میں مذکور ہیں ان کے بارے میں کچھ اور معلومات فراہم کی جاتیں۔ اس خیال سے کام کا آغاز تفصیلی انداز سے کیا گیا تھا۔ لیکن میری دوسری مصروفیات کی وجہ سے حسب خواہش حواشی کی تکمیل نہ ہو سکی اور کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس بات کو گوارا کرنا پڑا کہ تنگ دامانی کی فریاد کا سہارا لیتے ہوئے فی الحال مکمل کتاب کی تلخیص ہی پر اکتفا کیا جائے۔ اس طرح کتاب کا بے حد ضروری حصہ عام ہو جائے گا اور فاضل یا غیر ضروری اشعار پر صفحات ضایع نہ ہوں گے۔ موجودہ خلاصے میں بعض مستثنیات کے ساتھ صرف وہ اشعار انتخاب کیے گئے ہیں جن سے مادہ تاریخ نکلتا ہے لیکن قطعے کے کل اشعار کی تعداد بھی دے دی گئی ہے۔ چنانچہ پہلے شعر کے دائیں پہلو پر جو ہندسے لکھے گئے ہیں وہ قطعے کے کل اشعار کی تعداد کو ظاہر کرتے ہیں۔

عنوانات اکثر جگہ بعینہٖ نقل کر دیئے ہیں۔ کیوں کہ اس بات کا امکان ہے کہ کسی صاحب کے مفید مطلب کسی شخص کے نام کا کوئی جز یا خطاب یا کوئی اور تعلق نکل آئے۔ قوسین کے الفاظ حاشیہ کتاب یا فہرست اسماء سے مقابلے کے بعد اضافہ کیے گئے ہیں۔

کتاب کے کاغذ کا رنگ ہلکا بادامی۔ تحریر صاف اور پختہ اور سائز $\frac{۲۷ \times ۱۷}{۱۶}$ ہے۔ عنوانات سرخ ہیں اور بیشتر مقامات پر حاشیے میں بھی اس شخص کا تخلص درج کر دیا گیا ہے جس کی تاریخ وفات پر قطعہ لکھا گیا ہے۔ اکثر جگہ مصرع تاریخ یا الفاظ تاریخ خط کشیدہ ہیں میں نے اس حد بندی کے لیے دادین لگائے ہیں۔ مخطوطے میں مصرع کے تیئے اعداد تاریخ درج ہیں کہیں کہیں شمار اعداد میں سہو بھی پایا جاتا ہے۔ حتی الامکان اسے درست کر دیا گیا ہے۔ مگر یہ بھی امکان سے کتابت کی منزل سے گزرتے گزرتے کچھ نئی غلطیاں راہ پا گئی ہوں۔ سطروں کی تعداد فی صفحہ گیارہ ہے۔ کل صفحات کی تعداد (۲۵۰) دو سو پچاس ہے ان صفحات کے علاوہ کتاب کے آغاز میں بیس صفحات کی فہرست ہے جس میں مرنے والوں کے پورے نام درج ہیں ترتیب میں تخلص کا لحاظ رکھا گیا ہے اور انھیں تذکروں کی عام ترتیب کے مطابق حروف تہجی پر مرتب کیا گیا ہے۔

فہرست کا عنوان یہ ہے: "فہرست وفات شعرا و دساء امرا و والیان ملک و علماء و ادبیاء اللہ کہ در سرزمین سخن ہم حکمرانی کردہ اند" مؤلف نے کسی دیباچے یا تمہید کی ضرورت بھی نہیں سمجھی ہے۔ خاتمہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو یہ تمام ہوئی۔ رجسٹر درآمد کے حوالے سے ایک اندراج کتاب کے آغاز میں ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ۱۲ دسمبر ۱۹۲۲ء کو کتاب خانے میں داخل ہوئی

غیر مناسب نہ ہوگا اگر صاحب تالیف سے متعلق انتخاب یادگار اور کتاب خانہ رامپور کی کتاب معائنہ کے اقتباسات دے دیئے جائیں۔ کیونکہ جس شخص نے اپنی زیر بحث تالیف کے ذریعے اتنی شخصیتوں کی تاریخوں کو محفوظ کیا ہے۔ جی چاہتا ہے اس کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ یادگار منظر عام پر آجائے۔ نیز حسن اتفاق سے رضا لائبریری کے متفرق کاغذات میں ایک قطعہ تاریخ ملا ہے جو صاحب تاریخ لطیف نے دلبرائے ہند کے ورود رامپور کے موقع پر لکھا تھا۔ یہ قطعہ بھی شریک اشاعت کیا جاتا ہے، تاکہ ان کی تاریخ گوئی پر بھی کچھ نہ کچھ مزید روشنی پڑ جائے۔

پہلے انتخاب یادگار کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

(۱)

ممتاز محمد مہدی علی خاں ولد (اختر) بلند خاں ملازم سرکار دولت مدار۔ چونتیس برس کی عمر ہے نہایت سعادت مند بڑے اہلیت شعار کبھی کبھی شعر بھی کہتے ہیں، راقم ہی کی صحبت میں رہتے ہیں۔ اس تذکرہ لکھنے میں راقم کے ساتھ انھوں نے بڑی محنت کی۔ دن رات مشقت کی یہ چند شعر ان کے لکھے گئے۔

ریختہ

درد ہی کا جسے مزا نہ ہوا ؎ ہے برابر وہ دل ہوا نہ ہوا

خواب بھی کیا خیال تھا اس کا ؎ کہ شب غم میں آشنا نہ ہوا

آ ہی جاتا کبھی اُس قاتل بیدرد کو رحم — بسملوں کو تہ شمشیر پڑا رہنا تھا
یہ دفعتاً ادھر آیا ادھر گیا ممتاز — بہار کا کوئی جھونکا تھا یہ شباب نہ تھا
شام وصال آتے ہی آتے سحر ہوئی — نوبت بھی آسکی نہ سوال وجواب کی
بڑھا ہے اُنس ایسا درد سے ممتاز ان روزوں — کہ بڑھ جائے تڑپ اپنی جو دردِ دل ذرا ٹھہر

امیر مینائی انتخاب یادگار ص ۳۴۸

(۲)

اس کے بعد ان کا قطعۂ تاریخ پڑھیے :-

بتقریب تشریف آوری ہز اکسلنسی نواب معلی القاب گورنر جنرل بہادر وایسرائے کشور ہند دام اقبالہم

سارے عالم سے جو بہتر ہیں گورنر جنرل — آج مہمان سکندر ہیں گورنر جنرل
وزرا اور سلاطین کے بھی ہیں پر اُن سے — رتبے میں قدر میں برتر ہیں گورنر جنرل
جن کی دہشت سے نکل جاتا ہے دم شیروں کا — وہ جری ہیں وہ تہور ہیں گورنر جنرل
کرتے ہیں نرم دلوں سے یہ نہایت نرمی — سخت دل کے لیے پتھر ہیں گورنر جنرل
مدح میں مصرع تاریخ یہ مہدی نے کہا — "نیک اوصاف دلاور ہیں گورنر جنرل"

۱۳۲۳ھ

تذکر گزرائیدہ قدوی مہدی علی خاں تحویلدار کتب خانہ ریاست رامپور ۶ اپریل ۱۹۰۵ء

اب کتاب خانے کا معائنہ کرنے والوں کی رائیں پڑھیے

(۳)

مہدی علی خاں صاحب کو اس قدر واقفیت اور تجربہ ہے کہ ایسے عظیم الشان دار الکتب کی ایک ایک کتاب کا نمبر و نشان اور اس کی حالت گویا ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

محمد شبلی پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڑھ ستمبر ۸۹ء

(۴)

منشی مہدی علی خاں صاحب ایسے عظیم الشان کتاب خانے کے لیے نہایت لائق ہیں کوئی کتاب ان سے منگائی جائے وہ فوراً لا دیتے ہیں گویا وہ کتاب ان کے پاس ہی تھی۔

ذکاء اللہ ۲۳ اکتوبر ۱۵۹۰ء

(۵)

(عہد نواب کلب علی خاں بہادر خلد آشیاں) کے آخر میں..... اس ترقی خواہ دولت نے ترتیب فہرست کے واسطے ارشاد ہوا..... ترقی خواہ نے حسب منشاء عالیہ نواب خلد آشیاں چند اصول قائم کر کے تکمیل فہرست کا ارادہ کیا اور محمد مہدی علی خاں نے جو اب تحویلدار کتاب خانہ ہیں انھیں اصول کے موافق ترتیب فہرست شروع کی۔ اس زمانے میں میرا جانا وطن کی طرف ہوا مہدی علی خاں نے مرد جفاکش اور ذہین ہیں میری غیبت میں نہایت غور و تدبر سے فہرست کا ایک خاکا تیار کر کے جناب نواب خلد آشیاں بہادر کے حضور میں پیش کیا جس کو جناب نواب ممدوح نے پسند فرما کر مزید تکمیل اور خانہ پری نقشۂ فہرست کا حکم دیا۔ اور مہدی علی خاں کی پرورش اور عزت فرمانے کا ہنگام تکمیل فہرست اظہار فرمایا۔ اس عہد دولت مہد میں کما حقہ تکمیل ہونے پائی تھی کہ عہد نواب محمد مشتاق علی خاں بہادر عرش آشیاں آیا..... مولوی محمد عبید اللہ صاحب کہ ایک مرد کامل اور جوہر قابل ہیں ملازم ہو کر خاص اسی کار تہذیب و ترتیب پر مامور ہوئے ..... ان کی جانفشانی اور مہدی علی خاں کی کاردانی سے فن وار فہرست گویا حد تکمیل کو پہنچی..... مختصر یہ

لہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: انتخاب یادگار کے اشعار کا ایک انتخاب مہدی علی خاں نے تیار کیا تھا اس میں انھوں نے اپنا صرف یہی ایک شعر درج کیا ہے۔

ہے کہ جو صورت کتب خانے کی اب ہے ایسی اس سے پیشتر کبھی نہ تھی۔ اور منتظمان کتب خانہ میں اولاً محمد مہدی علی خاں کی تجربہ کاری اور ہوشیاری اور جفاکشی اور عرق ریزی اور ثانیاً مولوی محمد عبید اللہ صاحب کی جانفشانی و مستعدی اور قابلیت نہایت قابل قدر ہے۔ امیر احمد (مینائی) عفی عنہ ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۲ء

(۶)

..... منتظم اس کے مولوی مہدی علی خاں صاحب جو میرے ہمنام ہیں درحقیقت زندہ فہرست ہیں ان کی قابلیت اور توجہ کتابوں کی ترتیب اور بوقت طلب فی الفور پیش ہونے سے ظاہر ہوتی ہے۔ میں نے ایسا عمدہ انتظام کسی سرکاری کتب خانے میں ریاست حیدرآباد کے نہیں دیکھا۔ وہ ہر طرح سے شکریے اور تعریف کے مستحق ہیں۔ اور کام کی ذمہ داری اور محنت اور قدامت اور قابلیت کے لحاظ سے ترقی کا استحقاق رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ سرکار ان کو اپنے فیض عام سے محروم نہ رکھیں گے ..... محسن الملک ۱۲ دسمبر ۱۸۹۵ء

(۷)

میں نے آج اس کتب خانے کو دیکھا۔ اگرچہ بسبب علالت کے جس قدر جی چاہتا تھا اس قدر میں کتب خانے میں نہیں ٹھیر سکا۔ مگر مولوی مہدی علی خاں صاحب جو منصرم کتب خانہ ہیں ان کی رہبری سے تھوڑی سی دیر میں مجھکو کتب خانے کی ترتیب و تقسیم و انتظام اور ہر قسم کی کتابوں کی تعداد اور دیگر ضروری مراتب سے کسی قدر واقفیت حاصل ہو گئی ..... امید ہے کہ ..... مولوی مہدی علی خاں صاحب جو تمام لائبریری کی ناطق فہرست ہیں اور جن کی کارگزاری کے سب لوگ مداح و ثناخواں ہیں سرکار دولت مدار سے ان کی زیادہ قدر افزائی فرمائی جائے گی۔

الطاف حسین حالی عفی عنہ ۲۵ر دسمبر ۱۸۹۶ء

(۸)

..... مولوی مہدی علی خاں صاحب مہتمم کتب خانہ کی نیک دلی اور وسیع واقفیت نے مجھکو تعجب میں ڈالا انھوں نے تکلیف گوارا فرما کر مجھکو نہایت نادر اور بے مثل چیزیں دکھائیں مثلاً بابر بادشاہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی رباعیات اور اسی طرح کی اور دوسری چیزیں .....

سید اکبر حسین جج عدالت حضیفہ الہ آباد ۱۶ر اکتوبر ۱۸۹۷ء

(۹)

اس سے قبل کی رائیں جس قدر اس کتب خانے کی بابت لکھی ہوئی ہیں وہ ظاہر کر رہی ہیں کہ خادم دارالمکتب مولوی مہدی علی خاں صاحب تحویلدار کے حسن واقفیت و حسن انتظام اس کے متعلق درخور توصیف و ثنا ہے۔

آثم ابوالمعظم سراج الدین احمد خاں سائل دہلوی ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ

(۱۰)

..... تحویلدار مولوی مہدی علی خاں صاحب نہایت متدین اپنی ڈیوٹی پر اس کبر سنی میں نہایت مستعد وقت کے ایسے پابند کہ ہمارے عرصۂ قیام تین ماہ میں کبھی ۵ منٹ کا فرق نہیں پایا۔ دس بجے سے چار بجے تک برابر حاضر پایا۔ کتابوں سے ایسی محبت لقت ہے جیسی کسی عاشق کا اپنی معشوقہ کے ساتھ اسکی نگرانی اور حفاظت میں ہر تن مصروف رہتے ہیں علاوہ بریں وہ اس عظیم الشان لائبریری کی ناطق فہرست ہیں۔ اس دارالعلوم کی ایک ایک کتاب کا نمبر و نشان و حالت گویا ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ ماشاء اللہ حافظہ بھی بہت قوی و زبردست ہے حال میں تحویلدار صاحب نے عربی فہرست کو حرف حرف تہجی پر حسب ہوشیاری اور جفاکشی اور عرق ریزی سے ترتیب کیا ہے۔ عربی کا ذخیرہ تا بقائے فہرست ان کی مرہون منت رہے گا۔ ان کے حسن اخلاق ملنساری اور کارگزاری کے سب لوگ مداح و ثناخواں ہیں۔ اس پر میں بھی بہت زوروں سے صاد کرتا ہوں۔ منتظمین کتب خانہ کو ان کی زیادہ قدر افزائی کا خیال کرنا لازم ہے .....

خادم المحققین حافظ نذیر احمد کان اللہ لہ فی الدنیا والآخرہ صدر مولوی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال برائے تحقیقات کتب قلمیہ قدیمہ وغیرہ از جانب گورنمنٹ انڈیا مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۱۴ء

میں اس کتاب خانے سے بارہا متمتع ہوا ہوں ..... مہدی علی خاں صاحب تو خود ایک زندہ کتاب خانہ ہیں۔ (شبلی نعمانی ۱۶ر اپریل ۱۹۱۴ء)

اور آخر میں موجودہ لائبریرین جناب عرشی صاحب کی رائے پڑھیے، جو معارف اعظم گڑھ میں شایع ہوئی تھی۔

مولوی مہدی علی خاں مرحوم کتب خانے کے تحویل دار تھے۔ فارسی کی تعلیم باضابطہ پائی تھی اردو میں شعر بھی کہتے تھے اور حضرت امیر مینائی سے تلمذ تھا۔ موصوف کو میں نے خود دیکھا تھا۔ آخر عمر میں ضعف کے باعث سواری میں کتاب خانے آتے جاتے تھے۔ لیکن حافظے کا یہ عالم تھا کہ کتاب کا حلیہ سن کر الماری میں سے نکال لاتے تھے ان کی متعدد تصنیفات کتاب خانہ (رامپور) میں موجود ہیں۔

ہجری سنہ رواں ۱۳۸۲

مہینوں کے نام اور ترتیب

۱۔ محرم
۲۔ صفر
۳۔ ربیع الاول
۴۔ ربیع الثانی
۵۔ جمادی الاول
۶۔ جمادی الثانی
۷۔ رجب
۸۔ شعبان
۹۔ رمضان
۱۰۔ شوال
۱۱۔ ذیقعدہ
۱۲۔ ذی الحجہ

دنوں کے نام اور ترتیب

شنبہ	سینچر	سہ شنبہ	منگل
یکشنبہ	اتوار	چہارشنبہ	بدھ
دوشنبہ	پیر	پنجشنبہ	جمعرات
			جمعہ

ابجد اور اس کے اعداد

ا		۱
ب	پ	۲
ج	چ	۳
د		۴
ہ		۵
و		۶
ز	ژ	۷
ح		۸
ط		۹
ی		۱۰
ک	گ	۲۰
ل		۳۰
م		۴۰
ن		۵۰
س		۶۰
ع		۷۰
ف		۸۰
ص		۹۰
ق		۱۰۰
ر		۲۰۰
ش		۳۰۰
ت		۴۰۰
ث		۵۰۰
خ		۶۰۰
ذ	ڈ	۷۰۰
ض		۸۰۰
ظ		۹۰۰
غ		۱۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ وفات خواجہ حیدر علی آتش (شاگرد مصحفی)، از تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خانصاحب بہادر اسیر مرحوم

۲ سروش غیب چنیں گفت مصرع فوتش — "نمودہ بزم جناں گرم جلوۂ آتش"
۱۲۶۳ھ

ایضاً از جناب اسیر

۲ حیرت پس آئینۂ دل کرد سخن — "خاموش! بدر طرۂ گویا گردید"
۱۲۶۳ھ

ایضاً از اسیر الی اللہ مقامہ

۲ مردن او ایجاد قیامت اہل سخن را دل غمگیں — "فیضی عرفی سعدی مجدی صائب حافظ بے سر و پا"
۱۲۶۳ھ

ایضاً از کپتان مقبول الدولہ بہادر مرحوم قبول

۵ دیکھ کر دیوان یہ تاریخ لکھ دی اے قبول — "اب فنا آتش نہیں سوز زیاں دنیا میں ہے"
۱۲۶۳ھ

ایضاً از مرزا حاتم علی مہر شاگرد خواجہ حیدر علی آتش

۲ مہر مصراع دعائیہ بتاریخ نوشت — "ارم و جنت و فردوس بود جائے مقام"
۱۲۶۳ھ

ایضاً از میر وزیر نور تخلص

۵ آہ گل شد ز صرصر گردوں — "نور مضطر بگو چراغ جہاں"
۱۲۶۳ھ

تاریخ وفات شیخ امیر الدین آزاد بریلوی شاگرد میر غلام علی عشرت از نواب نیاز احمد خاں ہوش شاگرد اسیر

۲ "بہشت بریں کا ہے آزاد، سرد" — پئے سال رضواں نے بڑھ کر کہا
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مفتی صدر الدین خاں صاحب دہلوی آزردہ تخلص از مولوی ظہور علی مخاطب بہ شمس الشعرا ظہور تخلص

۶ چراغش ہست تاریخ ولادت — کنوں گفتم "چراغ دو جہاں بود"
۱۲۸۵ھ

(۲۴ ربیع الاول پنجشنبہ) ۱۶ جولائی ۱۸۶۸ء

ایضاً از عبد الغفور خاں صاحب نساخ ساکن کلکتہ

۲ گفت نساخ مصرع تاریخ — "صدر اسلام و دین امام بہشت"
۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات حاجی ناظر عبد اللہ مرحوم آشفتہ تخلص رئیس سلہٹ از عبد الغفور خاں نساخ

۲ گفت نساخ بسال ترحیلش — مرگ عین الکمال آشفتہ
۱۲۹۸ھ

تاریخ وفات نواب میر محبوب علی خاں بہادر نظام الملک آصف جاہ شاہ دکن آصف تخلص شاگرد نواب فصیح الملک داغ دہلوی از مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی شاگرد معالج الدولہ حکیم حاجی مولوی سید فرزند علی افسر الاطبا۔

۱۔ تاریخی ذیلی تفصیلات کا وہ حصہ جو سین میں بند اور خط کشیدہ ہے قطعہ بالا کے محذوف اشعار سے ماخوذ ہے۔

۲۔ ی سے انتخاب یادگار کے تذکرہ کاملان رام پور تک سے تذکرہ کلیم مراد ہے جہاں کوئی حوالہ نہیں وہ معلومات کتابخانہ رام پور کے مخطوطات میں پائی جاتی ہیں۔

۵۳ ہاتف نے بہر سال مظفر یہ دی ندا "محبوب ملک داخل باغ جناں ہوئے"

(یعنی ۴۶ سال بعارضہ فالج چارم شہر صیام بعد زوال روز سہ شنبہ) ۲۹ر اگست ۱۹۱۱ء مطابق ۱۳۲۹ھ

ایضاً از نواب جعفر علی خاں بہادر رئیس شمس آباد

۹ بگو جعفر پے نقل مکانش "شہ ملک دکن سوئے جناں رفت"
۱۳۲۹ھ

تاریخ وفات نواب آصف الدولہ بہادر شاہ اودھ آصف تخلص از ندیم شاعر

۵ نقش بند کاف ونوں بر تربت آصف نوشت "ہا ہنا روح و ریحان و جنات النعیم"
۱۲۱۲ھ

ایضاً از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

۲ نوشتم سال تاریخ وفاتش "بود با حیدر کرار محشور"
۱۲۱۲ھ

ایضاً از مولوی عبدالغفور خاں نسّاخ

۱ پے سال ترحیل آصف نوشتم "مقیم گلستان فردوس عالی"
۱۲۱۲ھ

تاریخ وفات حافظ عبدالرحمٰن احسان دہلوی از مفتی غلام سرور قریشی لاہوری

چونکہ احسان محسن عالم دولت وصل یافت از حق مفت

۲ سال وصلش خرد بصد احساں "جامع حسن فضل و احساں" گفت
۱۲۶۷ھ

ایضاً از مولوی عبدالغفور خاں نسّاخ

۲ سال ترحیل او زردی حباب "شمع دارا لقرار احسان شد"
۱۲۶۷ھ

تاریخ وفات احسان علی خاں احسان شاہ جہاں پوری از مولوی عبدالاحد صاحب لکھنوی

۵ شمشاد نوشت سال فوتش "فردوس محل عزیز خاطر"
۱۳۳۲ھ

(چار شعبان شب دوشنبہ)

تاریخ وفات مولوی محمد احسن صاحب (کاکوروی) احسن تخلص برادر خورد مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی نائب وزیر دیوانی ریاست بھوپال

۹ گفت دل ہر گہ کہ آمد در زوال آں آفتاب مردہ در گورست احسن زندہ در گور من
۱۳۰۹-۵۳۰ ۱۸۹۲ء

تاریخ وفات آغا احمد علی احمد تخلص صاحب موید برہان از مولوی انسخ

۲ فلک نے پے سال فصلی دہیں کہا آغا احمد علی وائے حیف[1] "
۱۲۸۰ فصلی

تاریخ وفات واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اختر تخلص از میر ضامن علی جلال لکھنوی

۲ کہی جلال نے اس کے زوال کی تاریخ کہ "آہ آہ. بجھا یک بیک چراغ اودھ"
۱۳۰۵ھ

ایضاً از مرزا محمد زکی علی خاں صاحب زکی تخلص نبیرہ نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خاں بہادر شاگرد میر انیس مرحوم

۶۲ ہوا ہے بانقط حرفوں سے معلوم کہ واجد بود قوم شاہ مظلوم
۱۳۰۵ھ
اُسی صورت سے پھر ہوتا ہے مفہوم کہ ہجر اد بوصل شاہ مغموم
۱۳۰۵ھ
زکی کیا فکر ہو آہ و فغاں میں کہ داخل ہو گئے اختر جناں میں
۱۳۰۵ھ
جمعہ ۲۱ر ستمبر ۱۸۸۷ء (۳ محرم)

---

[1] تشریح السنین کے حساب کے مطابق سنہ ۱۲۸۰ف ۱۲۹۰ھ اور ۱۸۷۳ء کے مطابق ہوتا ہے۔ امتیاز علی عرشی۔ حاشیہ مخطوطہ

ایضاً از شیخ محمد جان شاد لکھنوی

۲ بے سر ہوش شاد لکھ تاریخ "گل چراغ اودھ ہوا اے وائے"
۱۳۰۵ھ

تاریخ وفات خواجہ عبدالغفار اختر تخلص رئیس ڈھاکہ از مولوی عبدالغفور خاں نساخ

۲ قلم دل نگار اے نساخ "اختر نیکوئی رقم زدہ سال"
۱۲۹۷ھ

تاریخ وفات حیدر مرزا مرحوم ادب تخلص خلف عشق مغفور (لکھنوی) از کمال خلف میاں جلال

۳ کمال دل حزیں نے یہ لکھی تاریخ رحلت کی گیا کیا خلد کو افسوس مداح علی حیدر
بعمر ۳۰ سال جمعہ ۲۸ محرم ۱۳۱۴ھ

تاریخ وفات تدبیر الدولہ مدبر الملک جناب منشی مظفر علی خاں صاحب بہادر اسیر بہادر جنگ لکھنوی (شاگرد و مصحفی) از جناب مفتی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی نور اللہ مرقدہٗ شاگرد و حضرت اسیر استاد نواب والا جناب سید محمد کلب علی خاں بہادر فرماں روائے رام پور ملقب بخلد آشیاں

۲۷ دیدم بفغان و نالہ می گفت اسیر "سلطان سخن، امام فن، قبلہ و من"

سہ شنبہ ۷ فروری ۱۸۸۲ء ۱۷ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ

ایضاً از سید غلام حسنین قدر بلگرامی

۴ قدر تاریخ وفات آورد اندر قید نظم شد ز سجن المومنین آزاد قدسی نفس اسیر
۱۲۹۹ھ

ایضاً از قدر بلگرامی در مثنوی

۷ قدر و دو تا تاریخ بگفت تازہ تبازی گوہر سفت
ھات سلیم طاب ثراہ "فات کلیم طاب ثراہ"
۱۲۹۹ھ ۱۲۹۹ھ

ایضاً از نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی

۴ اسیر خوش سیر خوش وضع خوش فکر ہوئے راہی سوے دار البقا جب
تو ہاتف نے برائے سال ہیہات سوائے نرا ٹھا دیں انگلیاں سب
مگر گن کے دو انگلی کے پورے کہا لکھ لے انھیں اے ہوش تو اب
رہیں باقی جو دو ان کا سر کبر جھکا دینا کہ ہو جائے مودب
۱۲۹۹ھ

ایضاً از مولوی عبدالحق حقی وصفا رام پوری

۴ سال فوت ان کا لکھا حقی نے "بند ہستی سے اسیر اب چھوٹے"
۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات راجہ اشفاق علی خاں اشفاق تخلص تعلقہ دار محمدی از مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی

۵ سدھارے جوانی میں ملک عدم کو ہوا اُن سے آباد گلزار رضواں
مظفر جو تاریخ ہاتف سے پوچھی کہا "جنتی راجہ اشفاق علی خاں"
۱۹۱۵ء

تاریخ وفات نواب علی اصغر خاں مخاطب بہ ظفر الدولہ اصغر تخلص از مولوی عبدالغفور خاں نساخ

۲ شد بیک مصرع دو تاریخ ایں چنیں اے حال زار شنبہ ذی قعدہ ہے ہے، آہ دردہائے غم
۱۲۷۶ھ ۱۲۷۶ھ

تاریخ وفات از محمد اطہر حسین خاں اطہر (گورکھ پوری) خلف منشی اصغر حسین خاں صاحب گورکھ پوری از حافظ جلیل حسن صاحب جلیل شاگرد جناب امیر مینائی

۱ دہن گور سے صدا آئی "قبر اطہر حسین خاں ہے یہ آہ"

ایضاً از مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

۵ در جمادی اولیں بہ نہم شانزدہ سالہ درد و شنبہ بمرد
گفت شمشاد سال رحلت او "جاں بجاناں آفریں خدای سپرد"
۱۳۳۲ھ

تاریخ وفات میاں اظہار شاعر از جناب تدبیر الدولہ بہادر اسیر لکھنوی

۲ ہاتف غیب نے کہی تاریخ "آج اظہار ہو گئے پنہاں"
۱۲۷۰ھ

تاریخ وفات میر الم صاحب دہلوی متخلص بہ الم از مولوی عبد الغفور خاں نساخ

۱ سال ترحیل الم چوں خواستم گفت ہاتف جائے او باغ نعیم"
۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات سید آغا حسن امانت (لکھنوی) از جناب تدبیر الدولہ اسیر لکھنوی

۲ تاریخ وفات او رقم کرد اسیر "جاں داد امانت بخدا بود امین"
۱۲۷۵ھ

ایضاً از سید حسن لطافت خلف آغا حسن امانت

۴ دریں فکر بودم کہ رضوان فردوس بگفتا برسید ند امانت بجنت"
۱۲۷۵ھ

ایضاً از میر وزیر نور تخلص لکھنوی

۵ بہر تاریخ وفاتش گفت نور حیف بود آہ شاعر بے مثال
(سہ شنبہ ۲۸ جمادی الاول بوقت شام) ۱۲۷۵ھ

تاریخ وفات منشی امانت اللہ امانت شاگرد انسخ از سید عصمت اللہ انسخ

۳ بے لوح قبرش بہ صد رنج و غم زہے تربت نور کردم رقم
۱۲۸۰ بنگلہ

تاریخ وفات سید محمد جعفر صاحب لکھنوی امید تخلص از سید محمد اسماعیل حسین منیر شکوہ آبادی

۵ سال مرگش منیر محزوں گفت "زیب قصر بہشت معنی باد"
۱۲۹۳ھ

ایضاً از منیر

۳ منیر ہاتف غیبی نے یہ کہی تاریخ "وہ عین خلد میں ہیں آل مصطفی کے پاس"
۱۲۹۳ھ

تاریخ وفات میاں امیر شاہ صاحب امیر تخلص، رحمۃ اللہ علیہ خلف سید محمد جہانگیر شاہ مرید میاں غلام شاہ صاحب خلف ملا فقیر آخون صاحب قدس سرہ العزیز از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی مرید میاں امیر شاہ صاحب

۲ سال رحلت فی البدیہہ بر زباں آمد امیر صوفی کامل جنید وقت شبلی زماں
بعمر ۹۰ سال (دوشنبہ، ۲۳ صفر بوقت عصر) ۱۲۹۰ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۸۷۳ء

تاریخ ہائے وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی شاگرد جناب امیر از حافظ علی احسن صاحب احسن مارہروی شاگرد نواب فصیح الملک داغ دہلوی

۱۶ نوشت سال وصالش ز جوش دل احسن "بخورد جام اجل آں امیر مینائی"
۱۳۱۸ھ

ایضاً از احسن

۲ احسن زروے ابجد مصراع سال گوید "بنہا در دو بحر قد منشی امیر احمد" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از منشی سلامت اللہ صاحب اسلم کانپوری منیجر اخبار ملک وملت

۴ گفت اسلم سال فوت اینک کہ شد "گل چراغ شاعری ہند آہ" ۱۹۰۰

ایضاً از سید امیر اللہ صاحب امیر مدراسی مقیم دکن

۷ "باد از فضل حق بہشت نصیب" بس ہمیں یک دعا بود ز منش ۱۳۱۸ھ

ایضاً از حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

۲ جلال لکھ دو یہ تاریخ ان کی رحلت کی "امیر ہو گئے صد وائے ایک مرد غریب" ۱۹۰۰

از حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مانک پوری شاگرد امیر مینائی لکھنوی

۲ گئے جو خلد بریں کو تو ان کی تربت پر جلیل نے یہ لکھا "روضہ جناب امیر" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از جلیل

۲ "امیر کشور معنی امیر مینائی" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی

۷ ہے دعا بھی داغ کی تاریخ بھی "قصر عالی پائے جنت میں امیر" ۱۳۱۸ھ

(بعارضہ حدت صفرا و تپ اسہال درگذشت)

ایضاً از داغ

۲ مل گئی تاریخ دل سے داغ کی "آہ لطف شاعری جاتا رہا" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از داغ

۲ آج اس غم کی یہ کہی تاریخ "اب ہوا دل پہ آہ داغ امیر" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از حافظ ساجد علی کاکوروی ساجد تخلص وکیل عدالت صوبہ اورنگ آباد دکن

۳ کنوں آں کجا آب وتاب سخن "کہ شاعر جلیل المراتب بمرد" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از منشی اودھم سنگھ سردار تخلص ساکن امرتسر شاگرد حکیم میر ضامن علی جلال لکھنوی

۵ لکھ دے اے سردار تاریخ وفات "آ گیا ہے نظم اردو کو زوال" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از مولوی سید ضامن حسین کنتوری ضامن تخلص فرزند حبیب کنتوری

۱۲ مومن پاک تھا وہ مرد بزرگ پنجتن کا تھا دل سے شیدائی

پے تاریخ پانچ بار کہو ضامن "آہ اے امیر مینائی" ۱۹۰۰

ایضاً از ضامن،

۴ اس کی رحلت کی کہی ہم نے یہ ضامن تاریخ از سر حسرت ویاس وغم ۱۰۰ وشیون ۳۰۰ افسوس ۱۳۱۸ھ

ایضاً از راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر شاد تخلص پیشکار دوزیر افواج سرکار نظام شاگرد جناب آصف جاہ آصف تخلص

۲ گفتیم دعائیہ چنیں سال وفات "مجدد بود آخرت ادا اے شاد" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از کلیم لکھنوی شاگرد لڈن صاحب خورشید

۳ لکھی ہجری کلیم نے تاریخ "کی قضا کل من علیہا فان" ۱۳۱۸ھ

ایضاً از کلیم

۵ سال ہجری پے تاریخ رقم کرد کلیم "چہ درآمد بجناں منشی امیر احمد امیر"
(۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء ۱۷ جمادی الثانیہ شب یکشنبہ) ۱۳۱۸ھ

ایضاً از حکیم میر مہدی کمال لکھنوی خلف میر ضامن علی جلال

۷ ان کی رحلت کا سال لکھ دو کمال "جل کے کیسی بجھی یہ شمع سخن"
۱۳۱۸ھ

ایضاً از سید مولوی رضی الدین حسن کیفی شاگرد سجاد علی شاہ صاحب میکش حیدرآبادی

۲ از سر یاس میں نے لکھا سال "بخشے اللہ امیر احمد کو"
۱۳۱۸ھ

ایضاً از شمس الحق سجاد علی شاہ صاحب میکش حیدرآبادی

۵ از سر جام فنا لکھ سال مرگ "خلد میں آرام سے ہے اب امیر"
۱۳۱۸ھ

ایضاً از میکش

۳ جس کو میکش ایک عالم کہتا تھا نازک خیال "اٹھ گیا وہ شاعر صنعت طراز بے بدل"
۱۳۱۸ھ

ایضاً از منشی نوبت رائے نظر مہتمم خدنگ نظر

۲ از سر آہ است ایں مصراع سال "شاعر جادو بیاں خاموش شد"
۱۳۱۸ھ

تاریخ وفات نواب میر محمد حسین خاں صاحب امیر تخلص از کلیم لکھنوی

۳ ارم راچہ کافی شدہ زیب و زیں ز نواب سید محمد حسین
۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات میر ابو تراب انسخ تخلص از جناب اسیر لکھنوی

۲ تاریخ گفت دل تاریخ گفت دل "اے وای بو تراب اے وای بو تراب"
۱۲۸۰ھ

تاریخ وفات انشاء اللہ خاں انشا تخلص از منشی بسنت سنگھ نشاط

۲ سال تاریخ او ز جان اجل "عرفی وقت بود انشا گفت"
۱۲۳۳ھ

ایضاً از مفتی غلام سرور

۲ از خرد آمد عیاں تاریخ او عزت شعرائے ہندی پا کمال [؟]
۱۲۲۱ھ

تاریخ وفات میر ببر علی انیس (مرثیہ گوی) لکھنو از جناب اسیر لکھنوی

۵ در رامپور ایں خبر آمد اسیر گفت "خوش لہجہ آہ بلبل بزم عزا نماند"
دسمبر ۱۸۷۴ء ذی قعد ۱۲۹۱ھ

ایضاً از میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

۲ سال مرگش نوشت کلک جلال "مرد ہے ہے سخنور کامل"
۱۲۹۱ھ

ایضاً از جلال

۲ جلال مصرع تاریخ انتقال نوشت "انیس بودہ بعالم چہ شاعر یکتا"
۱۲۹۱ھ

ایضاً از شیخ محمد جان شاد لکھنوی

۲ بیسر دپا تمام شد پے سال فرد مصرعہ چہ مرثیہ چہ سلام
۱۲۹۱ھ

ایضاً از سید حسن لطافت خلف سید آغا حسن امانت

۹ جو میر ببر علی ہیں انیس ذاکر شاہ — رحیدِ دہر سب اہل جہاں کے راس و رئیس
فصیح کامل و حسان وقت و عبلِ عصر — جناں میں جا کے ہوئے ساتھ حور عین کے جلیس
قریب شام ہوئے آہ وہ کمال تمام — اخیر چاند تھا گرہن سے تھے آہ دن انتیس
سنا یہ واقعہ جانکاہ جب کہی تاریخ — کہ جس میں لفظ ہیں آئے مناسب اور سلیس
بیان مصرع آخر کے اب صنایع ہوں — بفکر سمجھیں لطافت جسے حساب نویس
شروع مصرع تاریخ جو کہیں دو حرف — مہینا ایک ہے اور دوسرا ہے روز جمیس
سنین بھی ہیں عیاں اس سے عیسوی ہجری — جو بینات زبر ہوں رقم بطور نفیس
وہ مرثیے نہ وہ پڑھنا نہ وہ بڑے مجمعے — اداس مجلس ماتم ہے سامعین دس بیس
عجیب مصرع تاریخ ہے ملایکتا — "یہ سنجتن کا ہے نوحہ انیس ہائے انیس"

(۹ دسمبر ۱۸۷۴ء چارشنبہ ۲۹ شوال) ۱۲۹۱ھ

ایضاً از میر وزیر نور تخلص

۲ نور بہر سال ہاتف زد ندا — "مرثیہ گو پاک طینت آہ بود"

تاریخ وفات مرزا (محمد جعفر) اوج صاحب خلف میرزا دبیر صاحب از نواب سید محمد جعفر علی خاں صاحب شمس آبادی جعفر تخلص

۷ چشم انصاف سے اے معترض ذکر حسین — قصر فردوس میں دیکھ اوج محمد جعفر
۲۹۰ ۲۵۰ ۱۰۰ ۲۹ ۱۰ ۲۹۲ ۲۱۲
بلبل سدرہ مورخ سے ہی یوں گرم سخن — تیرے ہمنام کی تاریخ ہے سب سے بہتر
۱۳۳۵ھ

ایضاً از سید شفا الحسین موج تخلص رئیس زیدپور ضلع بارہ بنکی

۳ رقم زد موج بہر سال رحلت — بگو سہ بار اوج صد عالم
۱۳۳۵ھ

ایضاً از مرزا ہادی صاحب دبی تخلص

۲ کلک شیون زاے ہادی سال تاریخش نوشت — منبر بزم ذبیح الکربلا بے اوج شد [1]
۱۳۳۵ھ

تاریخ وفات ابوالنصر سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ تخلص دبیں بادشاہ ملک اودھ خلف غازی الدین حیدر بہادر از فیض شاگرد مرزا قتیل لکھنوی

۲ ہاتفے گفت از سر افسوس — "بارم رفت بادشاہ اودھ"
۱۲۵۳ھ

تاریخ وفات شیخ امداد علی (لکھنوی) بحر از جناب اسیر لکھنوی

۲ ساختہ فکر بتاریخ وفاتش چو اسیر — گفت دل "بحر بیک موج بکوثر رسید"
۱۲۹۵ھ

ایضاً از شیخ محمد جان شاد لکھنوی

۴ مہملے کے حرف مصرع بحر — بحر کے یوں سنین شاد لکھو
چھ دہائی سے جو بڑھیں آحاد — ضرب وہ سات پانچ میں کر لو
ہو چکیں ضرب جب وہ سات اعداد — سیکڑے پھر سہ چند کیجیے تو
رحلت بحر کی یہ ہو تاریخ — آشنا تھا غریق رحمت ہو
۱۲۹۵ھ

---

[1] اوج کا عدد نکل جانے سے تاریخی مادہ نکلتا ہے۔ حاشیہ مخطوطہ

تاریخ وفات برشتہ از منشی لال چند انس لکھنوی

۲ بودم در فکر بہر تاریخ وفات "صدائے برشتہ مرد کلکم بنوشت" ۱۲۶۲ھ

تاریخ رحلت (فتح الدولہ) مرزا محمد رضا خاں (بہادر) برق لکھنوی (شاگرد ناسخ) از منشی اسماعیل حسین منیر

۲ منیر انشا نمودہ سال مرگش "فزودہ برق زیبا ابر رحمت" ۱۲۷۴ھ

ایضاً از میر وزیر نور شاگرد برق

۳ بہر سال فوت ہاتف زد ندا "شاعر بے مثال بودہ حیف آہ" ۱۲۷۴ھ

ایضاً نیاز احمد خاں ہوش بریلوی

۲ ہاتف نے ان کے کہتے ہی اے ہوش بہر سال "وہ خرمن کلام پہ بجلی گری کہا" ۱۲۷۴ھ

تاریخ وفات میر بادشاہ علی بقا تخلص خلف میر وزیر صبا از سید امیر حسن فروغ لکھنوی مقیم حیدر آباد دکن

۹ بگو فروغ سن فوت حضرت اوستاد "بقا فنا شد و باقی است نام دے زکلام" ۱۳۲۲ھ

ایضاً از کلیم لکھنوی

۲ کلیم از پے سال فوتش بہ ہجری بگو فی الحقیقت "بقا ہم فنا شد" ۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات منشی خواجہ غلام غوث صاحب خان بہادر ذوالقدر بے خبر تخلص میر منشی لفٹنٹی از شاہ محمد شفیع صاحب پیرزادہ صفی پور ضلع اوناد قیس تخلص

۳ چوں رفت خود بپای ادب قیس گفت سال "تحت لوائے احمد صاحب لوا رسید" ۱۸ شوال ۱۳۲۲

تاریخ وفات شیخ علی بخش صاحب بیمار تخلص از میر عابد حسین صاحب ادج رام پوری خلف میر احمد علی صاحب سا

۲ رفیقے بپرسید اے ادج سال بگفتم "علی بخش بیمار آہ" رام پور بعمر ۶۷ سال ۲۴ ربیع الاول (ی) ۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات کنور جسونت سنگھ پروانہ پسر راجہ بلبنی (پرشاد) بہادر از ناسخ

۲ تاریخ چنیں رقم نمودم ناسخ "پروانہ بمرد شمع ہم وائے بمرد" ۱۲۴۸ھ

تاریخ وفات نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ کہ ون آف انڈیا رئیسہ دلاور اعظم طبقہ اعلای ستارہ ہند والیہ ملک بھوپال متخلص تاجور و شیریں از مولوی علاء الدین جلال آبادی فرخ تخلص استاد نواب احتشام الملک عالی جاہ سلطان دولہا بہادر

۲ فرخ بسال رحلت او این دعا بخواند "شاہ جہاں بخلد ابد با دوار جمند" ۱۶ جون ۱۹۰۱ء ۱۳۱۹ھ

تاریخ وفات مرزا جہان تپش تخلص از میر غلام حسین شایق

۳ ناگاہ صدائے زد بادرد و بکا ہاتف "حالا بکسوف آمد ماہ سخن اردو" ۱۲۶۰ھ

تاریخ وفات میر حسین تسکین دہلوی از نواب غلام حسین صاحب رئیس شاہ جہاں پور حسین تخلص صاحب دواوین

۲ مردنش انداختہ احباب را در اضطراب "آہ تسکین رفت از دل" سال تاریخش بود ۱۲۶۸ھ

بمقام رام پور بعمر ۵۰ سال ۱۷ شوال (ی)

تاریخ بابت وفات مرزا زین العابدین خاں عارف و میر حسین تسکین و حکیم مومن خاں مومن از مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی شاگرد غالب

۳ کہا دل نے کہ داخل ہو گئے سب "ارم میں عارف ۱۲۴۱ و تسکین ۱۲۵۱ و مومن ۱۲۶۱"

تاریخ وفات منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی از محمد شریف خاں آزاد مہتمم جلوہ یار شہر میرٹھ

۳ رقم تاریخ رحلت کرد آزاد "مکان زیب گلشن در جناں یافت"

بعمر ۱۰۳ سال بوقت ۵ بجے شام بمقام لکھنؤ یک شنبہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ ۲۸ مئی ۱۱ء

ایضاً از منشی عاشق حسین بزم

۴ ہائے دنیا سے اٹھ گیا اے بزم "شاعر خوش کلام فرد جہاں"

ایضاً از سید قدرت علی قدرت شاگرد میاں امیر اللہ تسلیم ۱۹۱۲ء لکھنوی

۹ کہا روکے قدرت یہ میں نے وہیں "گئے باغ عالم سے وہ کامیاب" ۱۳۲۹ھ

ایضاً از شاد میرٹھی

۲ ہے دعا شاد کی تہ دل سے "داخل خلد ہو الٰہی اب" ۱۳۲۹ھ

تاریخ وفات منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی از سید فرید احمد وفا مراد آبادی

۱۲ کہتے تھے وہ مرتے دم کہ یارب تسلیم کو آج بخش دے تو

بمقام مراد آباد ۲۳ مئی ۱۸۹۲ء

ایضاً از وفا در صنعت توشیح

۲ سرایں پنج بہم کردہ نوشت "خلق در رنج و غم و حیف و الم" ۱۳۰۹ھ

دوشنبہ ۱۹ شوال

تاریخ وفات نواب شبیر علی خاں تنہا تخلص رئیس اعظم مراد آباد از سید فرید احمد وفا مراد آبادی

۳ روتا ہوں وفا یہ پڑھ کے مصرع "تنہا نہیں، لطف شاعری کیا" ۱۸۹۲ء

تاریخ وفات شاہزادہ بشیر الدین توفیق تخلص ابن شاہزادہ شکر اللہ ابن ٹیپو سلطان از عبد الغفور خاں نساخ ساکن کلکتہ

۲ سال ترحیلش کرا ے نساخ جستم ناگہاں "رونق فردوس توفیق" از فلک گفتا سرش ۱۳۰۳ھ

تاریخ وفات خواجہ حسن ثابت سوداگر از شیخ امام بخش ناسخ

ناسخ سال وفاتش گفت "خواجہ حسن مردہ امروز" ۱۲۳۶ھ

تاریخ وفات نواب شہاب الدین احمد خاں بہادر ثاقب تخلص رئیس دہلی خلف نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر نیر تخلص از نساخ

۲ سال لکھا خامے نے وائے "حیف شہاب ثاقب نیر" ۱۲۸۶ھ

ایضاً از میرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی

۲ تاریخ وفات ادھر میں سالک گفت "روز ششم مہ محرم صید آہ" ۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات میر کاظم علی ثامن تخلص برادر خورد میر ضامن علی جلال از جلال

۲ لکھا سال رحلت جلال حزیں نے "جواں مر گئے میر ثامن علی آہ" ۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات سید مہدی صاحب جدید تخلص برادر رشید (صاحب) نواسہ میر انیس از مرزا احمد ہادی عزیز لکھنوی

۵ ملہم غیبی پی تاریخ او گفت از عزیز "زیب مجلس رفت از دنیا بہنگام شباب" ۱۲۸۰ھ

تاریخ وفات قلندر بخش جرات تخلص (دہلوی) از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

۲ مصرع تاریخ ناسخ نے کہا "ہائے ہندوستان کا شاعر مرا" ۱۲۲۵ھ

ایضاً از مولوی عبدالغفور خاں نساخ

۱ پے فوت قلندر بخش میں نے کہی تاریخ "جرات وائے جرات" ۱۲۲۵ھ

تاریخ وفات مرزا محمد عباس علی خاں صاحب جگر تخلص خلف آغائی صاحب ناظم (لکھنوی) از صفی لکھنوی

۵ صفی آنکھوں میں ہے جہاں تاریک "ہائے گل ہو گیا چراغ اودھ" ۱۳۲۸ھ

ایضاً از عزیز لکھنوی

۴ گفتم ایں مصرع تاریخ بہ انداز سبق "رفت در بزم جناں نزد محمد عباس" ۱۳۲۸ھ

ایضاً از مرزا کاظم حسین صاحب محشر

۵ سال تاریخ رقم زد محشر "رفت عباس حزیں پیش حسین" ۱۳۲۸ھ

ایضاً از نواب سید محمد جعفر خاں بہادر جعفر تخلص رئیس شمس آباد

۲ رونق بزم عزا اٹھ گیا انا للہ "مجلس شاہ ہے عباس سے خالی ہے ہے" ۱۳۲۸ھ

تاریخ وفات میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی (شاگرد رشک) از حافظ علی احسن صاحب احسن مارہروی شاگرد نواب فصیح الملک داغ دہلوی

۱۳ تاریخ انتقال کہوں احسن اور کیا "بے کس سخن ہے مردہ وصال جلال سے" ۱۳۲۷ھ
۲۰ اکتوبر ۱۹۰۹ء بمقام لکھنؤ (ک)

ایضاً از احسن

۹ تاریخ سن کے مطلع احسن نہ کیوں ہوں سب "ضامن علی ہوا ہے عدم میں جلال کا" ۱۳۲۷ھ

ایضاً از سیف شاہجہاں پوری

۲ گفت سال وفات سیف حزیں "ہائے ضامن علی جلال بمرد" ۱۳۲۷ھ

ایضاً از مولوی عبدالحق صفا رام پوری

۲ اے صفا اندوہگیں تو مصرع سال وفات، لکھ اٹھے "سر آمد اہل کمال اوستاد آہ" ۱۳۲۷ھ

ایضاً از سید تجمل حسین جلال پوری تجمل تخلص مقیم بمبئی

۲ تازہ یہ اور دل کو تجمل ہوا قلق "آخر جہان میں نہ رہے اک جلال بھی" ۱۳۲۷ھ

ایضاً از حکیم میر مہدی کمال خلف حضرت جلال

۳ کمال آنکھوں سے پنہاں ہیں جلال آج "چھپا ہے شاعری کا مہر تاباں" ۱۳۲۷ھ

(بروز چہار شنبہ ۴ شوال)

ایضاً از کمال

۱۲ کمال زار نے جب فکر کی تاریخ رحلت کی صدا آئی "چھپا ہے ماہ تابان سخن کیسا"
۱۳۲۷ھ

تاریخ وفات مولوی جمیل الدین جمیل تخلص فرخ آبادی از نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی

۲ کہا با دل ہوش رضواں نے تب کہ "افزوں ہوئی زینت خلد آج"
۱۲۰۷ھ

تاریخ وفات حکیم محمد محسن علی خاں جوش بریلوی از نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی

۲ ہوئے تیغ فرقت سے بے سر مع جود "طبابت، سخن، خلق، خلق در رحم و نکوئی"
۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات منشی جواہر سنگھ جوہر لکھنوی از راجہ عنایت سنگھ

۲ تاریخ وفاتش در ہجری چوں جست عنایت ملہم غیب
"جوہر بسواری اسپ اجل شد سوئے ارم صد آہ بگفت"
(چہارم محرم) ۱۲۱۱ھ

تاریخ وفات منشی جواہر سنگھ جوہر از راجہ عنایت سنگھ

۱۲ جوہر کا جو سال وفات لکھا دل ہائے عنایت کا ٹوٹا "شمشیر زباں آرائی کا لو مٹ گیا جوہر آہ الم"
۱۹۵۰ ہجری

تاریخ وفات مرزا جہاندار شاہ ولیعہد شاہ عالم بادشاہ متخلص جہاندار از نساخ

۲ سال فوتش چو من طلب کردم "رضی اللہ عنہ" گفت سروش
۱۲۰۱ھ

تاریخ وفات خواجہ الطاف حسین حالی شمس العلماء مرحوم از مرزا دولہ جالب دہلوی یادگار مرزا نوشہ صاحب غالب

۲ کس چو پرسد سال تاریخ وفاتش حالیا گو بگیش "حالی گزشت از دور گیتی دوں جہاں"
۱۳۳۴ھ

۳ دسمبر ۱۹۱۴ء ۱۱ صفر

تاریخ وفات مولوی حامد علی خاں صاحب حامد امروہوی بیرسٹرایٹ لکھنؤ از محمد غافر حسین سروری مفتوں

۱۱ کہو یوں مصرع تاریخ مفتوں "بسے فردوس میں حامد علی خاں"
۱۳۳۶ھ

۱۱ ستمبر ۱۹۱۸ء

تاریخ وفات مرزا جعفر علی حسرت لکھنوی از مولوی عبد الغفور خاں نساخ

۱ بہر سال فوت حسرت ہاتفم "مرد سخن میرزا حسرت" بگفت
۱۲۰۰ھ

تاریخ وفات میر حسن صاحب مثنوی از میاں مصحفی

۲ بسکہ شیریں بود نطقش مصحفی "شاعر شیریں زباں" تاریخ یافت

تاریخ وفات نواب غلام حسین خاں صاحب شاہ جہاں پوری حسین تخلص ۱۲۰۱ھ از حافظ بدھن خاں صاحب تایب

۲ اندھیرا ہے جہاں میں وفات حسین سے ہاتف نے یوں کہا کہ "ہوا گل چراغ ہے"
۱۲۸۱ھ

ایضاً از نواب عبد العزیز خاں صاحب عزیز بریلوی

۲ جستم چو سال وفات او بر خواند ہاتف مصرعی "پرواز کردہ از چمن ایں عندلیب بوستاں"

۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات آغا محمد حسین صاحب کہاچی صاحبِ غذب البیان حسین تخلص از جناب اسیر لکھنوی

۲ سال تاریخ فوت گفت اسیر "ہائے دیندار و ذاکر و عابد" ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات حکیم مرزا باقر حشم تخلص شاگرد ناسخ از میر وزیر نور

۳ دل سرآہ کشیدہ بہر سال گفت "مرزا باقر شیریں مقال"

(بست و چارم ماہ صیام) ۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات مرزا غلام فخر الدین دہلوی حشمت تخلص از نساخ

۱ سال ترحیل حشمت اے نساخ "حشمت حق شناس" ہاتف گفت ۱۲۶۷ھ

تاریخ وفات حکیم (رحمت الدولہ) غضنفر علی خاں صاحب غضنفر الدولہ خلف و شاگرد جناب اسیر از کلیم لکھنوی

۲ سن فوتش بہ علیسوی است کلیم "از جہاں گل شدہ چراغ اسیر" ۱۹۰۱ء

ایضاً از کلیم

۳ کلیم از بہر تاریخش بگفتم "حکیمی زیب جنت شد بجنت" ۱۳۱۹ھ

دگر ہم مصرع تاریخ خوانم "محیط لطف پیوستہ برحمت" ۱۳۱۹ھ

تاریخ وفات حاجی مولوی سید عبد الحمید مرحوم حمید تخلص از ناسخ شاگرد ناسخ

۶ سن فوتش دل ناسخ بصد غم "دریغا دایے واویلا" بگفتا ۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات دبیر الدولہ مرزا حیدر صاحب بہادر حیدر تخلص از جناب اسیر

۲ بتاریخ فوتش ندا کرد ہاتف کہ "جایافت حیدر بقرب پیمبر" ۱۲۷۵ھ

تاریخ وفات مولوی نجف (علی) خاں خستہ تخلص استاد نواب صاحب و ناظم باشندہ جھجر از مولوی عبد الغفور خاں صاحب نساخ

۲۰ مرد و نساخ سن ترحیلش زد رقم "منزل خستہ مینو" ۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات مرزا ظہور (علی) خلیق تخلص (لکھنوی) (مرثیہ گو) از نساخ

۱ سال ترحیل خلیق اے نساخ خامہ ام بر نگاشت "صدمہ سخت" ۱۱۹۹ھ

تاریخ وفات (میر) خلیل شاعر مرثیہ گو از منشی آل احمد

سہ شاعر از زوال آمد بیک سال کہ ہند از شعر شاں چوں اصفہاں بود

یکے آں غالب استاد سانین کہ او خود پیرو شعر او جواں بود

دوم زانہا سرور استادِ اردو کہ شعر او سرور افزای جاں بود

سوم شاعر خلیل مرثیہ گو کہ در ملک سخن صاحب نشاں بود

ہمہ عالم ز فوت ایں سہ شاعر پُر از فریاد و از شور و فغاں بود

۶ زبر بابینہ از بہر تاریخ فراہم شد "زوال شاعراں بود"

تاریخ وفات سید (میر) باقر حسین صاحب خنداں تخلص از کلیم لکھنوی

۲ کلیم ایں سال ہجرش گفت ہجری "سہیل نیک پیوستہ برحمت" ۱۲۱۸ھ

تاریخ وفات مولوی عبد العزیز متخلص خواجہ باشندہ کلکتہ شاگرد عصمت اللہ انسخ

۲ باغم درنج بیکراں انسخ "حیف تلمیذ" سال رحلت گفت
۱۲۷۸ فصلی

تاریخ وفات محمد عابد علی خاں خورشید تخلص از نواب سلیمان خاں اسد شاگرد جناب اسیر لکھنوی

۲ درچنیں اندوہ از ردی الم کلک اسد "حشمت دیں یافتہ" تاریخ سالش زد رقم
۱۳۰۹ھ

تاریخ وفات سید محمد اصطفی عرف لڈن میاں خورشید (لکھنوی) استاد کلیم لکھنوی

۳ لکھ دو ہجری میں سن مرگ کلیم "آیا خورشید گہن میں آیا"
۱۳۱۹ھ

تاریخ وفات محمد علی میاں[1] خیال تخلص رئیس شاہ جہاں پور شاگرد جناب امیر مینائی از مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی

۴ چو جست سال مظفر سروش داد ندا "بسوی ملک عدم شد خیال سید پاک"
۱۳۲۴ھ

ایضاً از مولوی مظفر حسین سلیمانی

۵ فکر تاریخ چوں مظفر ہست از سر جاں بگو کہ "رفت خیال"
۱۳۲۴ھ

ایضاً مادہ تاریخی

۱ "ہو گیا ہائے ہائے خواب خیال"
۱۳۲۴ھ

تاریخ ہائے وفات استاد السلطان خان بہادر بلبل ہندوستان ناظم یار جنگ نواب مرزا خاں صاحب داغ امیر الدولہ فصیح الملک دہلوی استاد حضور بندگان عالی آصف جاہ (خامس) نظام دکن از آزاد صاحب شیخ پوری شاگرد جناب اسیر مرحوم

۱۱ داغ کا داغ اور امیر کا داغ دل آزاد داغ داغ ہوا
مصرعہ سال کہہ کے "دم" نکلا ۲۴ "آج راہی جہاں سے داغ ہوا"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از احسن صاحب مارہروی شاگرد جناب داغ

۱۷ احسن نے جو سال فوت ڈھونڈا پایا "نواب میرزا داغ"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از سید محمد اختر صاحب اختر لکھنوی شاگرد داغ

۷ اختر برائے رحلت او سال عیسوی گفت ست "آہ آہ شدہ انتقال داغ"
۱۹۰۵ء

ایضاً از حکیم بدر الدین صاحب بدر شامی

۶ تاریخ سروش نے سنائی "ہیہات اے وائے میرزا داغ"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از مولوی نجم الدین صاحب ثاقب سہواری

۵ سن لو ثاقب سے داغ کی تاریخ "قمری بوستان جنت ہے"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

۲ گفت جلال حزیں سال وفاتش چنیں "بست بفردوس پاک بلبل ہند آشیاں"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از جمیلہ اہلیہ خان بہادر مولوی خدا بخش خاں سی آئی ای ساکن بانکی پور شاگرد داغ صاحب

---

[1] بزم مشاعرہ میں تایب کے اس مصرع پر "دوڑی ہوئی آئی سو سے مقتل ہے قضا بھی، تحسین کی اور فتاً فتاً مر گئے" ۱۲ مؤلف۔ حاشیہ مخطوطہ

۹ اے جمیلہ خوں رلایا ہے غم ادستاد نے — داغ دل میں صورت اختر نمایاں ہوگیا

ایضاً از مولوی حسن رضا خاں صاحب بریلوی شاگرد جناب داغ

۱۰ مرگ استاد کی حسن تاریخ — "داغ نواب میرزا" کہیے
۱۳۲۲ھ

ایضاً از قاضی سید مقصود حسن حیرت شاہ جہاں پوری سررشتہ دار عدالت بجی خفیفہ گوالیار شاگرد نواب مرزا صاحب داغ دہلوی

۶۱ سال زیر و بینہ میں اور لکھ — "حیرت دلخستہ ختم شاعری"
۱۳۲۲ھ

دیگر از حیرت شاہ جہاں پوری

"دم" نکلتا ہے سن کے یہ تاریخ — "آج راہی جہاں سے داغ ہوا"
تخرجہ ۱۳۲۲ھ

دیگر از حیرت

۲ کیا شان کرم ہے دیکھ حیرت — بلبل کو خدا نے کیا دیا داغ
دریا کو گہر فلک کو انجم — "جنت کو نواب میرزا داغ"
۱۳۲۲ھ

دیگر از حیرت

۳ جگر شق کیوں نہ ہو اس غم سے سب کا — "قضا کی ہے فصیح الملک نے آہ"
۱۳۲۲ھ

دیگر از حیرت در صوری و معنوی

۲ حیرت دلخستہ یہ تاریخ ہے — "تیرہ سو بائیس کہو سال موت"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از حفیظ صاحب جونپوری شاگرد امیر مینائی

۵ سال غم پڑھ کے خون ناب بہا — "شاعری داغ کے گی ہمراہ"

(بعارضہ فالج ۹ ذی حجہ (شنبہ) یوم الحج ۱۳۲۲ھ ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء تدفین یوم عید

ایضاً از رشید احمد صاحب رشید تھانہ بھون

۲ سال وفات کے لیے ہاتف غیب نے کہا — "حضرت داغ اے رشید مرگے آج آہ آہ"

ایضاً از شیخ محمد حنیف صاحب رعب قریشی انصاری شکوہ آبادی

۲ گفت تاریخ وفاتش رعب زار — "آہ داغ دہلوی مرد آہ آہ"
۱۳۲۲ھ

دیگر از رعب

۲ رعب سے تاریخ جب پوچھی تو رو رو کر کہا — "ہوگیا زیر زمیں پنہاں سپہر شاعری"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از منشی ریاض احمد صاحب ریاض خیر آبادی شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی

۱۴ کہہ رہا ہے مصرعہ سال وفات — "اے لحد اب داغ لاکھوں دل میں ہے"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از زوار صاحب الہ آبادی

۲ چلا ہائے ہائے دنیا سے — "بلبل ہند داغ ملک عدم"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از ابو المعظم مرزا سراج الدین احمد خاں سایل دہلوی برادر زادۂ جناب داغ دہلوی کہ بر مزارش کندہ شدہ است

۵ شد وفاتش بشام یوم الحج — دفن شد روز عید سامی ہند
آہ دل بر کشید و سایل گفت — "مدفن پاک داغ نامی ہند"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از منشی اودھم سنگھ سردار امرتسر

۵ عیسوی سردار لکھ دے سال مرگ "داغ مرگ بلبل ہندوستاں"
۱۹۰۵ء

ایضاً راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد صاحب بہادر یمین السلطنت پیشکار مدار المہام سرکار عالی تلمیذ جناب آصف فرماں روائے سابق حیدرآباد دکن

۹ شاد نے لکھی یہ تاریخ وفات "کعبہ جاں بلبل باغ جناں"
۱۳۲۲ھ

دیگر از شاد صاحب بہادر

۷ دل سے کہی شاد نے یہ تاریخ دلی کا چراغ بجھ گیا آہ
(مدت علالت یک ہفتہ) ۱۳۲۲ھ

دیگر از شاد صاحب بہادر

۷ شاد نے موزوں کیا یہ مصرع سال وفات "چھپ گیا آنکھوں سے اب وہ آفتاب شاعری"
۱۳۲۲ھ

دیگر از شاد صاحب بہادر

۲ بکا لو شاد دو لفظوں میں تاریخ پے اردو زباں تھے "داغ فیضی"
۱۹۰۵ء

ایضاً از شاعر صاحب شاگرد داغ

۲ شاعر لکھے کس دل سے بھلا مصرع تاریخ جس شخص کی نظروں میں ہو "گلزار جہاں داغ"
۱۳۲۲ھ

ایضاً منشی ارتضیٰ علی صاحب شرر کاکوروی شاگرد داغ دہلوی

تھے چرخ سخن کے دو ہی نیر اک مہر تھا اور دوسرا ماہ

۵ عبرت کہتی ہے تربتوں پر "یہ داغ ہے یہ امیر ہے آہ"
۱۳۲۲ھ

ایضاً دیگر از شرر صاحب کاکوروی

۲ دلم خواست تاریخ رحلت ز ہاتف بگفتا "نہاں زیر خاک دکن شد"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از قاضی شوکت حسین خاں صاحب شوکت رئیس اعظم مراد آباد شاگرد داغ دہلوی

۱۰ سن فوت ڈھونڈھا تو ہاتف نے شوکت کہا غیب سے "وائے داغ مکرم"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از ضیا صاحب دھلوی

۲ کی ضیا نے جو مغفرت کی دعا "داغ بخشا گیا" صدا آئی
۱۹۰۵ء

ایضاً از محمد حسین صاحب طاہر فرخ آبادی

۱۹ طاہر دلخستہ نے داغ کی رحلت کی سن رو کے کہی "آہ آہ دل میں ہے داغ نہاں"

ایضاً از سید ظفر حسین صاحب تعلقہ دار رسول پور

۳ "شاعری ہو گئی یتیم افسوس"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از محمد عماد الدین صاحب عالم امروہوی

۳ ربودہ عقل و ہوش مرگ استاد "فصیح الملک استاد جہاں داغ"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی

۹ سنیے سال وفات برجستہ "داغ نواب میرزا کہیے"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از امیر حسن فروغ لکھنوی

۲ آئی ندائے غیب دم فکر سال فوت "داغ اے فروغ دل کو بڑا داغ دے گئے"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از منشی فیاض احمد صاحب فیاض تخلص شاگرد داغ دھلوی

۱۸ فیاض گر تلاش ہے سال وفات کی کہہ "لعل دہلی نذر زمین دکن ہوا"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از سید احمد اللہ صاحب قیصر وکیل عدالت العالیہ حیدر آباد دکن

۱۵ کس لیے سوچ اس قدر قیصر کہہ دے "علم سخن یتیم ہوا"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از کلیم صاحب لکھنوی شاگرد لطافت

۵ سال ہجری کلیم کرد رقم "داغ سوے جناں بود بسپاس"
۱۳۲۲ھ

دیگر از کلیم

۱۴ عیسوی سال وفاتش چہ بہجری است کلیم "داغ در لالہ جنت بود از لطف ازل"

ایضاً از حکیم میر مہدی صاحب کمال خلف جناب جلال لکھنوی ۱۹۰۵

۹ کمال حزیں نے لکھا سال مرگ "اجل دے گی آہ داغ جگر"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از منشی چراغ الدین صاحب لایق تخلص لاہوری اہلکار مطبع ریاست بھوپال

۶ مصرع تاریخ لایق نے کہا "داغ دے کے عید کے دن چل بسے"

ایضاً از مولانا مبارک صاحب اپنچ بانکی پور

۴۲ "کب لب بام آفتاب نہ تھا" ۱۳۲۲ھ

از جناب محمود خاں صاحب محمود تخلص ساکن رام پور شاگرد نواب فصیح الملک بہادر داغ

۴ داغ دنیا سے کیا گئے محمود "گل ہوا گویا شاعری کا چراغ"
۱۹۰۵ء

دیگر از جناب محمود خاں صاحب

۳ جن کی تھی محمود اک عالم میں دھوم "چل بسے صد حیف وہ داغ آج آہ"
۱۳۲۲ھ

دیگر از جناب محمود خاں صاحب

۳ فرما دیا خدا نے محمود ہم نے بخشا نواب میرزا خاں سیدھا جناں میں پہنچے
۱۳۲۲ھ

ایضاً از حکیم مولوی غلام غوث خاں (؟) صاحب منت دہلوی یادگار خاندان جناب شیفتہ

۱۵ مصرع تاریخ منت نے کہا بے ساختہ "آج وہ تاج سر ہندوستاں بھی چل دیا"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از چھوٹے لال صاحب موج

۴ کہا ہاتف نے مصرع تاریخ "چل بسا حیف داغ بلبل ہند"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از شیخ حافظ محمد سلام الدین صاحب نادر تخلص رئیس اجمیر

۷ لکھیے نادر مٹا کے "دلی" کو "آج راہی جہاں سے داغ ہوا"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از وجاہت صاحب صدیقی

۱۰ ہے یہ تاریخ رحلت استاد "آہ کیا داغ دے گئے دل پر"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از عزیز جنگ صاحب دلا، شاگرد داغ صاحب

۶ مصرع سال سے ہے فغان دلا "ہائے وہ داغ دے گئے دل پر"
۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات مولوی وجہ اللہ خاں بہادر داغ تخلص ڈپٹی مجسٹریٹ پورنیہ از نساخ

۲ جو ہیں پوچھا خرد نے سال وفات "مر گیا داغ آہ آہ" کہا
۱۳۰۸ھ

تاریخ وفات مرزا سلامت علی صاحب دبیر (مرثیہ گو لکھنوی از جناب اسیر لکھنوی

۵ اسیر از غیب تاریخش شنیدم دبیر از ہند سوئے کربلا رفت
۱۲۹۲ھ

ایضاً از میر ضامن علی صاحب جلال

۲ لکھی جلال نے تاریخ انتقال دبیر "فلک پہ اوٹھ گئے مرزا دبیر وا ویلا"
۱۲۹۲ھ

ایضاً از شیخ محمد جان صاحب شاد لکھنوی

۲ از پے سالش بصنع تخرجہ شد مصرعہ "خار بی طوطی چمن برہم قلم دے دبیر"
۱۲۹۲ھ

ایضاً از سید حسن صاحب لطافت خلف امانت

۹ ہاں الم سے سر اٹھا کر لکھ دے تاریخ وفات باغ بے بلبل ہے ہندستاں لطافت بے دبیر
۱۲۹۲ھ

(سہ شنبہ وقت صبح ملخ محرم)

ایضاً از منشی اسماعیل حسین صاحب منیر شکوہ آبادی

۲ سال ہجری و مسیحی نظم کردم اے منیر "بے نظیر دہر" یکتا بود آں استاد فن"
۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء

ایضاً از میر وزیر نور لکھنوی

۲ از فلک نورندا بہر سنینش آمد "شہ اقلیم سخن بود بدنیا اے آہ"
۱۲۹۲ھ

دیگر از نور

۲ سروش غیب بلوحش نوشت از سر دل "مزار پاک جناب دبیر خلد مکاں"
۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات خواجہ میر درد علیہ الرحمہ دہلوی از نساخ

۱ سال ترحیل درد اے نساخ خامہ ام بر نگاشت "صدمہ سخت"
۱۱۹۹ھ ۱۷۸۵ء جنوری جمعہ ۲۴ صفر

تاریخ وفات دلگیر (لکھنوی) مرثیہ گو از جناب اسیر لکھنوی

۲ گفت ہاتف اسیر تاریخش "وا اے دلگیر عاشق شبیر"
۱۲۷۴ھ

تاریخ ہائے وفات شیخ ابراہیم صاحب ذوق دہلوی (استاد بہادر شاہ ظفر)
از شاہزادہ محمد قادر بخش صابر دہلوی

۵ سر بر بادی فن نے سخن میں دخل جب پایا "لباس حرف سے معنی نے پہنا جامہ ماتم"
۱۲۷۱ھ ۱۸۵۴ء ۲۴ صفر پنجشنبہ ۱۶ نومبر

ایضاً از منشی اسماعیل حسین منیر

۳ نظم کی میں نے یہ تاریخ منیر "نرہا ذوق زباں دہلی میں"
۱۲۷۱ھ

ایضاً از منشی عبد الغفور نساخ

۲ کی طلب میں نے جو تاریخ وفات "ذوق ہے فردوس میں" دل نے کہا
۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات مولوی عبدالرحمٰن راسخ دہلوی (شاگرد مولوی محمد حسین فقیر) از آغا شاعر قزلباش دھلوی

۱۱ مصرع تاریخ شاعر کیا لکھے "ہائے راسخ فرد کامل گم ہوا"[1]
۱۳۲۵ھ

ایضاً از مولوی عبدالقدوس صاحب قدسی برادر ماموں زاد مولانا راسخ دھلوی

۵ لکھا ہے سال یہ قدسی نے لوح تربت پر "ہے قبر راسخ طوطی ہند واویلا"
۱۳۲۵ھ

ایضاً از فیاض صاحب فاروقی دہلوی مقیم جودھ پور

۳ گفت فیاض سال تاریخش "ثانی میر و میرزا مرد آہ"
۱۳۲۵ھ

دیگر از ایضاً

۲۲ لکھ دے فیاض مصرع تاریخ "بجھ گیا ہے چراغ دلی کا"
۱۳۲۵ھ

از منیر الدین صاحب منیر دہلوی

۱۳ منیر اب ان کا سال فوت لکھیے "ہوئی شعبان میں بس ان کی رحلت"

تاریخ وفات نواب ظفر یاب خاں راسخ (بریلوی) از نواب سلیمان خان اسد شاگرد جناب اسیر

۲ عیسوی گفتمش اینک تاریخ "رفت راسخ بارم از دنیا"
۱۸۵۷ء

تاریخ انتقال شیخ غلام علی راسخ عظیم آبادی از نساخ

۱ سال فوت راسخ فخر جہاں "گفت ہاتف راسخ شیوا زبیاں"
۱۲۳۸ھ

تاریخ وفات شاہ رؤف احمد رافت مجددی از نساخ

۲ بہر تاریخ رحیلش نساخ شد رقم "تد وہ جنت رافت"

۱۶ اپریل ۱۸۳۴ء بعمر ۶۵ سال ۲۵ ذی قعدہ ۱۲۴۰ دی) ۱۲۴۹ھ

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین عرف خواجہ اماں (دہلوی) مترجم بوستان خیال راقم تخلص[2] از مرزا قربان علی بیگ صاحب سالک دہلوی

۵ مپرس از من آشفتہ ورقومی پرسی "نیافت خواجہ اماں آہ از اجل سال ست

سہ شنبہ ۱۲ اگست ۱۸۷۹ء ۲۳ شعبان ۱۲۹۶ھ

ایضاً از غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی

۲ قدر نے تاریخ کا مصرع کہا "آہ بدر آیا خسوف گور میں"
۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات جناب شیخ وجیہہ الزماں خاں سفیر خاص دار الریاستہ رام پور حیق تخلص کہ در عہد جناب نواب محمد یوسف علی خاں بہادر (ناظم تخلص) طاب ثراہ بہ عہدہ سفارت مقرر بودند از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

۲ رحلت کی امیر ان کی کہی میں نے یہ تاریخ "با سد ملک تھے وہ لباس بشری میں"
سہ شنبہ ۹ جولائی ۱۸۷۲ء بعمر ۷۴ سال ۲ جمادی الاول دی) ۱۲۸۹ھ

ایضاً از جناب اسیر لکھنوی

---

[1] ۱۶ شعبان روز چہار شنبہ قبل از نصف النہار حاشیہ مخطوطہ[2] سہو مصنف نے خواجہ اماں کا تخلص راسخ لکھ دیا ہے۔ یہ تخلص خواجہ قمر الدین کا ہے جو خواجہ اماں کے بیٹے ہیں۔

۲ کہی اسیر یہ تاریخ رحلت مرحوم "جناب شیخ وجیہہ الزماں جہاں کہ گئے"
۱۲۸۹ھ
تاریخ وفات حسین علی خاں رزم فرخ آبادی شاگرد میاں منیر از منیر

۳ منیر مصرع تاریخ رحلتش گفتم "بود حسین علی وارد زمین بہشت"
۱۲۷۵ھ
تاریخ وفات سید ناصر علی خاں بہادر ذوالقدر رزیں تخلص از جناب منیر

۵ مصرع سال وفاتش نظم کردہ اے منیر "آسمان رائے صاحبیت بزمیں افتادہ وائے"
۱۳۸۲ھ
دیگر از جناب منیر

۳ بنوشت منیر آہ چنیں سال وفاتش "افسوس بر زین الشعرا صاحب من ہائے"
۱۲۸۳ھ
تاریخ وفات حکیم مرزا شبیر علی خاں صاحب (لکھنوی) رسا و شوکت تخلص از کلیم لکھنوی

۴ بنوشت کلیم از سن فوتش بہ مسیحی "شبیر علی خاں بیباں زیب ارم شد"
۱۹۰۲ء
تاریخ وفات منشی رستم علی رستم تخلص شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ از انسخ

۲ کلک انسخ نے بہر سال وفات لکھ دیا "انتقال رستم آہ"
۱۲۸۸ھ
تاریخ وفات میر علی اوسط رشک تخلص شاگرد ناسخ از جناب اسیر

۲ گفت تاریخ سراسیمہ دلم "شد کجا میر علی اوسط رشک"
۱۲۸۷ھ
ایضاً از شیخ محمد جان صاحب شاد لکھنوی

۲ الف برشک فزود دو سنین مرگش گیر چہار مرتبہ بے روے رشک کن تکرار
۱۲۸۴ھ
ایضاً از صغیر صاحب لکھنوی

۳ ہاتف غیب نداد برائے تاریخ "دیدار باب جناں میر علی اوسط رشک"
۱۲۸۴ھ
ایضاً از منشی سید اسمٰعیل حسین منیر

۵ یافت از غیب چنیں مصرع تاریخ منیر "عابد کامل و خاقانی عالم افسوس"
۱۲۸۴ھ
ایضاً از جناب منیر شاگرد رشک

۴ گفتم بسنین عیسوی سال وفات "شاہنشہ ملک نظم بودہ حقا"
۱۸۸۷ء
تاریخ وفات نواب محمد علی خان بہادر رئیس جہانگیر آباد رشکی تخلص (ریونیو ممبر ریاست رامپور) برادر نواب اسحاق خاں صاحب بہادر سابق مدار المہام ریاست رام پور از میر مجروح دہلوی

۴ پے تسنین وفاتش خرد بمن فرمود "بگوی رفت ز دنیا امیر ابن امیر"
۱۳۱۷ھ
تاریخ وفات سید محمد مصطفےٰ عرف پیارے صاحب رشید تخلص مداحِ اہلبیت از سید مہدی حسن احسن لکھنوی

۲ صدائے ہاتف غیب است از سر بالیں "فراق مدح سرای رسول و آل رسول"
۱۳۳۶ھ
ایضاً از مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

۱۷ سن وفات پہ محشر سے کہہ اٹھا رضواں "ہر ایک بیت پہ اک پاک گھر ارم میں ملا"
۱۳۳۶ھ
۴ ستمبر ۱۹۱۸ء بعمر ۷۰ سال (بعارضہ فالج بوقت سحر ۲۶ ذی قعد)
تاریخ وفات مرزا شمشاد علی بیگ رضوان تخلص برادر خورد مرزا قربان علی سالک دہلوی شاگرد غالب

۳ از عالم بیمدار بگزشت گردید بخلد جای رضوان
۱۲۹۳ھ ۱۲۹۸ ۶۳۴

تاریخ وفات نواب واجد علی خاں رضوان تخلص (دہلوی) شاگرد میاں منیر

۶ منیر ایں چنیں سال مرگش نوشتم "بخلد بریں دایما جای یاکش" ۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات مولوی غلام جیلانی صاحب رفعت رام پوری مولف جنگ نامہ (جوڑا)

از عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ

۵ ازاں بہر حساب سال نوشتش بتاریخش دل خلد بریں شد" ۱۲۳۴ھ

بعمر ۸۰ سال بوقت چاشت دوشنبہ ۲۷ ذیحجہ (ی)

تاریخ وفات نواب سعادت یار خاں رنگین دہلوی رنگین تخلص از ناسخ

۱ مرد رنگیں سال ترحیلش گفت ہاتف "فضایل رنگیں" ۱۲۵۱ھ

بعمر ہشتاد سال (۱۸۳۵ء)

ایضاً از شاہ نصیر دہلوی تاریخ وفات رنگین دہلوی

۵ کن قلم ادل سرید باز بے باک ایں بگو "آں سعادت یار رنگیں یاد می آید مرا" ۱۲۵۱ھ

تاریخ وفات (مولوی) حبیب احمد رویت تخلص (رامپوری) استاد نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال از ناسخ

۲ ملہم غیبی پئے سال وفات "رویت مرحوم بفردوس" گفت ۱۲۶۲ھ

سہ شنبہ ۲۴ مارچ ۱۸۴۶ء (بمرض ہیضہ ۲۵ جمادی الاول)

تاریخ وفات مرزا مغل سبقت تخلص از شیخ امام بخش ناسخ

۲ نوشتم سال تاریخ رحیلش "کہ مرد افسوس ہی افسوس سبقت" ۱۲۳۵ھ

تاریخ وفات امیر الدولہ سعید الملک سر راجہ امیر حسن خاں بہادر ممتاز جنگ سحر تخلص کے سی ایس آئی، والی ریاست محمود آباد از میر مہدی صاحب کمال خلف میر ضامن علی جلال

۶ لکھ دو اس طرح کمال ان کے سنین رحلت "بادۂ موت سے لبریز ہے یوں جام حیات" ۱۳۲۱ھ

بعمر ۵۴ سال ۸ بجے صبح ۳۰ مئی ۱۹۰۳ء (دوشنبہ ۲ ربیع الاول)

تاریخ وفات مرزا رجب علی بیگ سرور لکھنوی از منشی دیبی پرشاد سحر بدایونی

۲ ہست جاری بزبان ہر کس "ہائے آہ الم در رفت سرور" ۱۲۸۴ھ

تاریخ رحلت نواب معین الدولہ باقر علی خاں بہادر ظفر جنگ ساحر تخلص از منیر

خواب میں ہاتھ لگا مصرع تاریخ منیر "وارد گلشن فردوس گرامی نواب" ۱۲۹۱ھ

(جوائے وفات کا پورا)

تاریخ وفات مرزا قربان علی بیگ سالک (دہلوی) شاگرد غالب از منشی غلام حسنین قدر

۲ مصراع تاریخ وصال اندر رجز بداں "نواب قربان علی سالک ہزار افسوس مرد" ۱۲۹۷ھ

تاریخ وفات مولوی نصیر الدین حیدر مرحوم سامی تخلص منصف سلہٹ از مولوی عبد الغفور خاں بہادر ناسخ

۲ پی سال ترحیل او از حساب بگفتا خرد "سامی بی نظیر"

تاریخ وفات نواب نصر اللہ خاں بہادر سلطان تخلص کہ در عہد ریاست نواب (سید) احمد علی خاں بہادر مرحوم سابق رئیس رام پور نائب ریاست بودند از مولوی عنبر شاہ خاں عنبر

یک ہزار و دو صد و بیست و پنج — بود از ہجرت رسول گواہ
ماہ شوال بود بست و ششم — کہ "بجنت رسید نصر اللہ"
(۲۴ نومبر ۱۸۱۰ء بعمر ۶۴ سال شنبہ (ی) ۲۶ شوال ۱۲۲۵ھ

ایضاً از اکبر شاہ خاں فرحت رام پوری

۱ کہا ہاتف نے زردی افسوس — "باغ برباد ہوا" ہے تاریخ

تاریخ وفات مرزا رفیع السودا سودا تخلص از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

۲ گفتم سال وفاتش ناسخ — "شاعر ہندستان وا دیلا"
(۲۸ جون ۱۷۸۱ء پنجشنبہ ۴ رجب ۱۱۹۵ھ

ایضاً از مولوی عبد الغفور خاں بہادر نساخ

۱ پی ترحیل سودا بے تردد — بگو ناخ "سودا جوہر فضل"

تاریخ وفات میر وارث علی سیفی تخلص از مولوی نساخ ۱۱۹۵ھ

۲ نساخ برای سال ترحیل آہ — "وارث علی دقیقہ رس" گفت سروش ۱۱۹۲ھ

تاریخ وفات شیخ محمد جان (لکھنوی) شاد تخلص پیر و میر از منشی تجمل حسین تجمل استاد راجہ امیر حسن خاں بہادر والی محمود آباد

۷ تجمل سال رحلت کرد تحریر — جہان شاعری ناشاد شد وای

(بعارضہ فالج یک شنبہ ششم ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ تدفین تاریخ ہفتم)

ایضاً از راجہ عنایت سنگھ عنایت لکھنوی

لکھنؤ خالی ہوا جاتا ہے جنت آباد — عیش کے بعد گئے شاد بھی اس عالم سے

۲ لکھو سمت میں عنایت زسر آہ و بکا — "عیش ہی جب نہیں تو شاد یہاں کیا کرتے"
۱۹۵۶ بکری

ایضاً از کلیم لکھنوی

۲ سال مرگش درین ہجری نوشتم ای کلیم — "موجب گل ہا بجنت شد محمد جان شاد"
۱۳۱۷ھ

تاریخ وفات شاداں تخلص مرزا حسین علی خاں دہلوی ابن مرزا زین العابدین خاں مرحوم (دہلوی) عارف تخلص از محمد عبد الغفور خاں بہادر نساخ

برفت آہ شاداں ز دنیائے دوں — خدایا مقامش بفردوس باد

۲ برای سن رحلتش خامہ ام — رقم کرد "شادان فرخ نہاد"
پنجشنبہ ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء بعمر ۳۰ سال یکم شوال ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات منشی سید فضل حسین صاحب تعلقہ دار جلال پور شاعر تخلص صاحب دیوان از مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی

۳ مظفر جو ہی فکر سال وفات — رقم کر "ملا آج باغ ارم"
۱۳۱۹ھ

تاریخ وفات آغا مرزا صاحب شاغل مرحوم (دہلوی) برادر (خورد) نواب فصیح الملک داغ دہلوی از محمود خاں صاحب محمود تخلص شاگرد حضرت داغ مقیم رام پور

۴ خوش ہوای حوران بہشت "آئے مرزا آغا خان" ۱۳۱۵ھ

بعمر ۶۰ سال نصف شب جمعہ ۴ فروری ۱۸۹۸ء ۱۲ رمضان

تدفین بروز شنبہ احاطہ مزار مولانا جمال الدین صاحب رام پور

ایضاً

کیا کوچ دنیا سے جب سوے عقبیٰ ملک بولے "اب آئے جنت میں شاغل" ۱۸۹۸ء

۲ فرشتوں کی یہ بات محمود سُن کر خدا نے کہا "جائیے جنت میں شاغل" ۱۸۹۸ء

تاریخ وفات (مولوی) عبدالرحمٰن خان صاحب مالک مطبع نظامی (کانپور) شاگرد مخلص از منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

۲ رقم کرد تسلیم تاریخ فوت "برفتہ بفردوس دیندار آہ" ۱۳۱۴ھ

تاریخ وفات جناب مفتی میر محمد عباس صاحب شباب تخلص لکھنوی از میر ضامن علی صاحب جلال ــــ

۳ خاک بر سر کرد و سال رحلتش گفتہ جلال "عالمی بمثیل ادیبی بود بی ہمتای این" ۱۳۰۶ھ

تاریخ وفات جناب صاحبزادہ سید مصطفیٰ علی خان صاحب بہادر شرر تخلص (رامپوری سابق ہوم سکریٹری ریاست رامپور)

خلف صاحبزادہ جناب سید محمود علی خان صاحب بہادر خلف عالی جناب نواب محمد یوسف علی خاں صاحب بہادر ناظم

سابق فرمانروای رام پور از خواجہ صادق حسین صاحب صادق تخلص

۵ صادق خستہ دل نزد سال وفات نظم کر "خلد میں ہی بجاہ اب روح لطیف مصطفیٰ"

بعمر ۴۵ سال ½ ۵ بجے شام شنبہ ۲۷ مارچ ۱۹۱۷ء ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ

تاریخ وفات منشی خیراتی لال شگفتہ تخلص لکھنوی از راجہ عنایت سنگھ

۲ فصلی میں یہ لکھے ہیں عنایت نے سال مرگ "کمہلایا پھول عمر شگفتہ کا ہای اب" ۱۳۰۵ فصلی

تاریخ وفات مولوی ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی از کلیم لکھنوی

۵ سن رحلتش گفت ہجری کلیم "شدہ در جنان شوق کامل بشوق"

بعمر ۴۴ سال جمعہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۴ء ۱۷ رمضان ۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات مولوی قدرت اللہ شوق (رام پوری) از حکیم احمد خان صاحب فاخر رام پوری

۲ دلم تاریخ گفت از روی افسوس "سراج شاعری از بزم شد وای" ۱۲۲۴ھ

تاریخ وفات شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی شوق تخلص از نساخ صاحب

۱ پی سال وفات شوق نساخ رقم زد خامہ ام "شوق سخن فہم" ۱۲۴۱ھ

تاریخ وفات جناب مولوی غلام امام شہید صاحب (الہ آبادی) شہید تخلص کہ در مولود خوانی یکتائے دہر بودند

و خاص عاشق رسول مقبول میرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی

۵ آہ ارباب درد پہ طاری "پھر ہوا ماتم امام شہید" ۱۲۹۶ھ

بعمر ۱۰۰ سال چہار شنبہ بعد عصر ۱۴ شوال

تاریخ وفات مولوی محمد بخش لکھنوی شہید تخلص از میر وزیر نور لکھنوی

۲ نور تاریخ رحلتش بنوشت "در جہاں بود شاعر یکتا" ۱۲۷۷ھ

تاریخ وفات منشی کرامت علی شہیدی بریلوی، شہیدی تخلص از ڈپٹی عبدالغفور خاں بہادر نساخ

۱ پئے سال فوت کرامت علی نوشتم "شہیدی شہ شاعران"

چارشنبہ ۱۸ اپریل ۱۸۴۰ء ۴ صفر ۱۲۵۶ھ

ایضاً از عبدالغفور خاں

۲ گفت ہاتف مصرع سال وفات "جامع حسنات و ممتاز الزمان" ۱۲۵۶ھ

تاریخ وفات نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر دہلوی شیفتہ و حسرتی تخلص (دہلوی) از نساخ صاحب

۲ نساخ مصرع از پئے تاریخ زد رقم "صد حیف حیف وای صد افسوس حسرتی" ۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات میر حسن صاحب (لکھنوی) صابر تخلص از کپتان مقبول الدولہ مقبول

۲ تاریخ این مصیبت عظمیٰ قبول گفت "در چہلم حسین حسن رفتہ یای وای" ۱۲۴۶ھ

تاریخ وفات شاہزادہ محمد قادر بخش صابر دہلوی از محمد ناصر الہام تخلص

۱۱ بتاریخ ہاتف (از الہام) می گفت "شہ شاعران زماں مرد ہی ہی" (دوشنبہ ۲۵ ماہ صفر)

تاریخ وفات میر وزیر علی صبا لکھنوی شاگرد خواجہ حیدر علی آتش از منشی اسمٰعیل حسین منیر ۱۲۹۹ھ

۳ مجھ سے رضواں نے کہی تاریخ رحلت اے منیر "مثل بوئے گل اجی پہنچی صبا فردوس میں" ۱۲۷۱ھ

ایضاً از غلام حسنین قدر بلگرامی

۳ اشہب کلک قدر سالش یافت "افتادہ صبا ز اسپ خود" ۱۲۷۱ھ

ایضاً از جناب اسیر لکھنوی

۲ تاریخ وفات او چنین گشت رقم "افتاد از اسپ شد صبا سوی ارم" ۱۲۷۱ھ

از مرزا حاتم علی صاحب مہر

۳ مصرع تاریخ سنو مہر سے "دود صبا گلشن جنت میں ہے" ۱۲۷۱ھ

از مولوی عبدالغفور خان نساخ

۲ بے تردد بہر سال رحلتش خامۂ من "وای درد و غم بگاشت"

تاریخ وفات خواجہ عبدالرحیم معروف بہ چچا میاں صبا تخلص رئیس ڈھاکا از مولوی عبدالغفور خان نساخ

۲ مصرع تاریخ خرد نے کہا "داخل فردوس برین ہو گئے" ۱۲۸۸ھ

تاریخ وفات نواب اشارت علی خان صدق رئیس میرٹھ از مولوی عبدالجلیل خان صاحب صبور تخلص

۵ سن رحلت او چہ پرسی صبور بگو "او بخلد برین شد مکین" ۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات جناب صاحبزادہ سید محمد صفدر علی خان صاحب بہادر (خلف نواب جنت آرامگاہ والی رامپور) شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی از منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

۱۵ بگفتم ز یاران چو اصرار رفت "ز دنیا امیر نکو کار رفت" ۱۳۱۰ھ

(کلکتہ سے تیسرے روز نعش رام پور لائی گئی)

تاریخ وفات سید فرزند احمد صغیر بلگرامی از حکیم میر مہدی کمال خلف جلال

۲ کلک نے لکھ دیا کمال اُن کی وفات کا یہ سال "لو ہوئے جا کے اب صغیر مدوح قدس کے ہم صغیر"

۱۱ مئی ۱۸۹۰ء دوشنبہ ۲۱ رمضان ۱۳۰۷ھ

تاریخ وفات مولوی عبدالباری فرید پوری صید تخلص شاگرد مولوی رشید النبی صاحب وحشت از مولوی عبدالغفور خاں نساخ

۲ ایسی حالت میں ہوئی مجھ کو جو تاریخ کی فکر "دل یہ بولا کہ قضا کی ہے مرے بھائی نے"

۱۲۷۴ھ

تاریخ وفات سید مظفر حسین ضمیر تخلص مرثیہ گو (لکھنوی) از جناب اسیر لکھنوی

۳ گفت سال وفات او دل من "بود سید ضمیر محو امام"

۲۶ اکتوبر ۱۸۵۵ء (شنبہ ۲۳ محرم) ۱۲۷۲ھ

ایضاً از مرزا حاتم علی صاحب مہر

۵ ہجری دعیسوی لکھی تاریخ "جا کے حیدر سے مل ضمیر اب تو"

۱۸۵۵ء

تاریخ وفات میر ضیاء الدین ضیا تخلص دہلوی از نساخ صاحب

۱ سال نقل ضیا زردی حساب "طور معنی ضیا" بگفت خرد

۱۱۹۶ھ

تاریخ وفات حافظ اکرام احمد مرحوم ضیغم تخلص (رام پوری) کہ مع اہل و عیال خود غرق شدند از مولوی عبدالغفور خان صاحب نساخ

۲ میں نے لکھا مصرع سال وفات "ناظم ملک معانی وای وای"

بعمر ۸۳ سال بمقام ڈھاکا دک) ۱۲۸۶ھ

دیگر تاریخ از نساخ

۲ بہر تاریخ مرگش ای نساخ گو "مقامش بجنت فردوس"

۱۲۸۶ھ

تاریخ انتقال سید طاہر علی طاہر تخلص (فرخ آبادی) متوطن فتح گڈھ شاگرد صفیر از نواب جعفر خاں صاحب بہادر شمس آبادی

۲ روز یکشنبہ دسوم شعبان "رفتہ طاہر علی بسوی ارم"

۱۳۲۹ھ

۲ تاریخ وفات محمد سعادت علی خاں رسالدار طلعت تخلص (رامپوری) از حشمت علی خاں موجد خلف شان

۲ دلیل نجاتش ہمیں است موجد شد اعداء تاریخ "نام غفور"

پنجشنبہ ۲۷ مئی ۱۸۶۹ بعمر ۶۲ سال ۱۴ صفر (ی) ۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ظفر تخلص شاگرد ذوق دہلوی از محمد عبدالغفور خاں بہادر نساخ

سال ترحیلش ملک از آسمان ناگہاں "بخشایش اللہ" گفت

۷ نومبر ۱۸۶۲ء جمعہ ۱۴ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ

ایضاً تاریخ وفات بہادر شاہ بادشاہ دہلی ظفر تخلص

سراج دیں بوظفر مسافر وہ سوئے جنت ہوئے روانہ کہ جس کے باعث مئے خوشی سے چھلک رہا تھا ایاغ دہلی

؟ ۲ جلوس کا سال ہے سواب مطابق اور سکہ سروش غیبی نے سال رحلت کہا "بجھا ہے چراغ دہلی"

۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات مولوی ظہور علی ظہور (دہلوی) شاگرد احسان دہلوی از منشی منور علی صاحب رئیس قصبہ گنگوہ مخاطب بہ شمس الشعرا تلمیذ ذوق مرحوم

مولوی ظہور علی شاعر بیمثال حیف — خود بہ اجل چماں چماں سوئے جناں رسیدہ اند

۲۷۰ ۲۵۰ ۲۵۰ ۶ ۲ ۰ ۱

۲ بسکہ ز دست بے سری و زغم ہجر جاودان — شعر و سخن ہنر فنون جود بجاں رسیدہ اند

تاریخ وفات راقم الدولہ سید ظہیر الدین ظہیر دہلوی شاگرد ذوق دہلوی از اختر سہارنپوری ۱۲۸۶ھ

۱۲ لکھو مصرع سال اختر یہ تم — کہ "استاد ملک سخن چل دیے"

۱۲۸۶ھ

ایضاً از غلام محمد خاں دانش تخلص عرف جاگیر دار شاگرد ظہیر

۱۱ سال رحلت لکھا یہ دانش نے — "اندنون خلد میں ہے روح ظہیر"

۱۲۸۶ھ

ایضاً از منشی پیارے لال صاحب رونق دہلوی

۴ گفت تاریخ رحلتش رونق — "آہ مرگ ظہیر نکتہ دان"

۱۹۱۱ھ

تاریخ وفات سید ظہیر حسین (قدوائی) از شیخ نظیر حسین قدوائی تعلقہ دار گدیہ ضلع بارہ بنکی

۲ برائے سال وفاتش نظیر قدوائی — بگفت "جای احمد ظہیر مینو باد"

۱۳۰۴ھ

تاریخ وفات مرزا زین العابدین خان عارف دہلوی از مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی

۳ یوں بھی سالک نے تاریخ وفات — "روئے دل پر داغ ہجراں چھا گیا"

اپریل ۱۸۵۲ — جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ

ایضاً از مولوی عبدالغفور خاں صاحب نساخ

۲ سال مرگش چو از خرد جستم — "خلد اعلا مقام عارف" گفت

۱۲۶۴ھ

تاریخ وفات مرزا مچھو بیگ عاشق تخلص (لکھنوی) از کلیم لکھنوی

۳ کلیم گفت بمن سال فوت او بنویس — "ہزار و سہ صد ہجری دہ عہد یازدہم"

۱۳۱۱ھ

تاریخ وفات مرزا ذوالاجاہ عاشق تخلص لکھنوی از میر ضامن علی جلال

جستم چو سال ارتحال آمد صدائے دل جلال — "پیک اجل زود آمد و برداشت والاجاہ را"

۲۸ نومبر ۱۸۷۲ — پنجشنبہ ۲۶ ماہ صیام — ۱۲۸۹ھ

ایضاً از سید حسن صاحب لطافت لکھنوی

۹ بوقت این غم جانکاہ سال ہجری بود — "ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ بماہ صیام"

۱۲۸۹ھ

(بعد نصف شب)

ایضاً از منشی اسمٰعیل حسین صاحب منیر

۵ مصرع تاریخ میں چاہتا ہوں حق حق اے منیر — "ماتم نواب ذوالاجاہ زخم دل ہے آہ"

۱۲۸۹ھ

ایضاً از میر وزیر لوز لکھنوی

۲- حیف والاجاہ بست و ششم ماہ صیام — نالہاں از دار دنیا مایل فردوس شد

نور تاریخ وفاتش چوں ز رضواں خواستم — گفت با صوت حزیں او داخل فردوس شد

تاریخ وفات جناب مولانا قلندر علی صاحب زبیری پانی پتی متخلص بہ عالم از خواجہ امداد حسین ۱۲۲۸۹ھ مرحوم متخلص بہ مظہر برادر مولوی الطاف حسین حالی۔

۶ گفت سال وفات او مظہر "رفت عالم بہ جنت ابدی"
تاریخ وفات منشی غلام عباس متخلص عباس شاگرد منشی اسمٰعیل حسین منیر ۱۲۹۳ھ

۳ ہوگئی غیب سے الہام یہ تاریخ منیر کہ "جناں میں لب کوثر ہے مقام عباس"
تاریخ وفات میر یعقوب عباس تخلص از شیخ امام بخش ناسخ ۱۲۹۱ھ

۲ تاریخ وفات او نوشتم یارب "عباس بفردوس برین عیش مدام"
تاریخ وفات مولوی عبید اللہ مرحوم میدنی پوری عبیدی تخلص سپرنٹنڈنٹ مدرسہ ڈھاکہ از مولوی عبد الغفور خاں بہادر نساخ ۱۳۰۰ھ

۱۵ رفت ناگہ ز دہر از سر آہ "دفعتہ رفت از جہان" شد سال

۹ عدیل میر عوض علی صاحب خوشنویس اوستاد نواب خلد آشیاں طاب ثراہ از سید قاسم علی خواہان ساکن بریلی ۱۳۰۶ھ

۲ آہ سید عوض علی صاحب قطع بخود نمود خوشنویسی را
سال تاریخ زد رقم خوباں پے جنت بہشت دنیا را
تاریخ وفات منشی احمد حسن خاں صاحب عروج (رئیس کانپوری) از مولوی عبد الحق صفا وحقی تخلص بعارضہ فالج ۲ محرم ۱۲۹۸ھ ساکن رام پور

۴ ای صفا لکھ مصرع سال وفات "اٹھ گیا کیا شاعری کا یادگار"
دسمبر ۱۸۹۴ء بر مکان داماد خود بمقام آگرہ ۱۳۱۲ھ
تاریخ وفات عزیز مرزا عزیز تخلص (لکھنوی) از خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی

۹ دارد این نوحہ بر زبان ہاتف "آہ جان ناگہان زتن بارفت
تاریخ وفات نواب عبد العزیز خاں عزیز بریلوی (رئیس بریلی حافظ رحمت خانی) فی البدیہ بعد دفن گفتہ شد ۱۳۳۰ھ
از نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی

۲ "عزیز مصر سخن چلد بے عدم" جو آج تو رنج و غم ہوا اتنا شمار جس کا نہیں
برائے سال تو اے ہوش پہلے مصرع سے ۱۳۰۹ھ مٹا دے شرط کہ اس وقت کام آں کا نہیں
تاریخ وفات نواب عبد العزیز خاں بریلوی خود شاعر کے ایک شعر کے مصرعہ ثانی سے مادہ تاریخ تخرجہ سے نکلتا ہے جس کو حافظ رحمت خاں بہادر رئیس بریلی کے مقبرہ کے قریب عبد الرشید خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر فرزند شاعر موصوف نے قبر پر کندہ کرایا ہے

۱ ابر آید و بر تربت من گرید و گوید "ایں قبر عزیز است کہ از باد دکشان بود"
۱۳۰۹ھ
تاریخ وفات نواب عبد العزیز خاں صاحب عزیز بریلوی از نواب سلیمان خاں اسد شاگرد جناب اسیر

۲ تاریخ وفات آن عزیز دلہا گفتم "بود او مقیم در خلد بریں"
۱۳۰۹ھ
ایضاً از راجہ عنایت سنگھ عنایت لکھنوی

۱۳ بنوشتم ز روی بیتابی "زین جہان شد بگلشن رضوان"
بمرض اسہال ۲۱ ربیع الثانی ۱۸۹۱ء
تاریخ وفات مرزا یوسف علی خاں عزیز تخلص (دہلوی) از مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی

۵ بفکر سال ہمی بودہ ام کہ سالک گفت "عزیز یوسف مصر سخن" بگو سالش
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات میر غلام علی (بریلوی) عشرت تخلص (مصنف پدماوت) از کرم خاں کرم رام پوری

۸ بی خامہ کرم نے اس کی تاریخ لکھی یہی "ہائے میر عشرت"
۲۹ جولائی ۱۸۲۱ء یک شنبہ (۲۸ شوال ۱۲۳۶ھ)

تاریخ وفات مرزا عظیم بیگ دہلوی عظیم تخلص از مولوی نساخ

۱ از برائے سال ترحیل عظیم گفت ہاتف "جوہر فضل و کمال" ۱۲۲۱ھ

تاریخ وفات شاہ محمد عمر صاحب مجددیؒ عمر تخلص ابن شاہ احمد سعید صاحب از نساخ

۲ سنین رحلت او را کہ خواستم نساخ بگفت ہاتف غیبی "برفت شاہ عمر" ۱۲۹۸ھ
۵ دسمبر ۱۸۸۰ء یک شنبہ ۲ محرم (تک)

تاریخ وفات مرزا عوض بیگ عوض تخلص شاگرد منشی اسمٰعیل حسین منیر

۵ منیر اس کی لحد پر لکھ یہ مصرع "بنای تربت اقدس ہے طیب"

تاریخ وفات فدا علی عیش تخلص لکھنوی شاگرد میر کلو عرش از محمد جانؒ شادؒ

۲ شاد بزد چون پای قضا شد سال وفاتش چار مضاف نخل طوبیٰ حلہ جنت حور بہشتی عیش جنان
بعمر ۷۲ سال مارچ ۱۸۹۹ء (دوشنبہ ذی قعدہ) بتاریخ ہشتم ۱۳۱۶ھ

ایضاً از راجہ عنایت سنگھ لکھنوی

۲ تاریخ مرگ گفت عنایت بہ معجمہ "غم آمدہ چو عیش بدار البقا برفت"
۱۸۱۹ء

تاریخ وفات مرزا اسد اللہ خاں غالب (بہادر) دہلوی (استاد نواب صاحب بہادر ناظم والی رام پور) از مرزا قربان علی بیگ سالک (۱)

۸ تاریخ ہم نکال چکے پڑھ بغیر فکر حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا
دوشنبہ ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء بعمر ۷۴ سال ۲ ذی قعدہ (ی) ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات مرزا غالب از منشی دیبی پرشاد سحر بدایونی

۲ ہے سحر یہ مصرع مرے لب پہ جاری "دنیا سے آج چل دیا غالب بھی" ۱۲۸۵ھ

ایضاً از مہدی حسین مجروح دہلوی شاگرد غالب

۲ دیکھا جو مجھے فکر میں تاریخ کی مجروح ہاتف نے کہا "گنج معانی ہے تہ خاک"
۱۲۸۵ھ

ایضاً از مرزا حاتم علی مہر

۲ گفت ہاتف پے تاریخ ای مہر "بجناں غالب نامی آمد" ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات از منشی اسمٰعیل حسین صاحب منیر

۵ تاریخ وفات او چنین گفت منیر "آہ افصح عہد و حیف ثانی حزیں" ۱۲۸۵ھ

ایضاً از مولوی عبد الغفور خاں بہادر نساخ

---

(۱) یہ قطعہ تاریخ مرزا قربان علی بیگ سالک سے مؤلف کتاب نے غلط منسوب کر دیا ہے۔ دراصل یہ مولانا حالی کا کہا ہوا ہے اور دیوان حالی مع مقدمہ مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۳ء کے صفحات ۲۲۰ - ۲۲۱ پر درج ہے۔

۲ نساخ من کہ جستم تاریخ انتقالش گفتا سروش غیبی "عین الکمال غالب"
۱۲۸۵ھ

ایضاً از میر وزیر نور صاحب لکھنوی

۲ پے سال آن شاعر بے نظیر فلک زد ندا "آہ غالب بمرد"
۱۲۸۵ھ

ایضاً از نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی

۲ کہا ہاتف نے ہوش اب ہے وہ اسد بیشہ سخن سنجی
۱۲۱۵ھ

تاریخ وفات میر فخر الدین دہلوی فخر تخلص از نساخ

۱ سال فوت فخر از ردی حساب گفت ہاتف "فخر دریائے کمال"
۱۱۹۰ھ

تاریخ وفات منشی شنکر دیال فرحت لکھنوی از راجہ عنایت سنگھ

۴ از روی بکا بسال ہجری گفتم "شنکر دیال فرحت"
۱۲۰۵ھ

تاریخ وفات فیروز شاہ خاں فیروز تخلص ساکن رام پور شاگرد داغ (دہلوی) از تسلیم صاحب

۴ ہمیں است تسلیم تاریخ فوت "بباغ ارم باد مادلے او"

۴ اگست ۱۹۰۰ء / ۲۷ ربیع الثانی (تک) ۱۳۱۸ھ

تاریخ وفات حکیم حافظ علی احسن صاحب قاصر تخلص (قادری و چشتی) ساکن رام پور از حکیم غلام حیدر خان صاحب خلف ارشد حکیم صاحب مغفور

۲ بود وقت عصر دوشنبہ دہم ماہ صفر رفت از عالم حکیم عقلمند و بے عدیل
۱۳۲۳ھ

تاریخ وفات مرزا مہدی علی خان قبول الدولہ بہادر (کپتان) مصاحب واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اخگر تخلص از مولوی عبد الغفور خان بہادر نساخ

۲ مصرع تاریخ نساخ حزیں نے یوں کہا "وائے ہے ہے مر گیا مہدی علی خاں قبول"

یوم الجمعہ ۲۶ شوال ۱۲۷۶ھ

تاریخ وفات منشی غلام حسنین (بلگرامی) قدر تخلص از غلام حیدر ارشد بلگرامی تلمیذ قدر

۳ سنہ رحلت او ارشد مغموم نوشت "شد روان قدر سوے ارم انا للہ"

(یکشنبہ ۲۳ ذی قعدہ) ۱۳۰۱ھ

دیگر از ارشد صاحب شاگرد قدر

۵ سال رحلت بدعا نیز بگو اے ارشد "بگلستان ارم قدر بود با حسنین"
۱۳۰۱ھ

تاریخ وفات سید غلام حسنین صاحب قدر از حسد لکھنوی

۱ زد رقم سال وفاتش حمد صوری معنوی "در ہزار و سہ صد و یک قدر اندر دنیا نباشد"
۱۳۰۱ھ

خود قدر کے ایک شعر کے مصرعہ آخر سے مادۂ تاریخی نکلتا ہے اور وہ یہ ہے۔

۱ بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے "یہاں بیڑی بڑھانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے"
۱۳۰۱ھ

تاریخ وفات شاہ قدرت اللہ دہلوی قدرت تخلص از نساخ صاحب

۱ سال تاریخ قدرت اے نساخ "داخل گلشن نعیم" بگفت
۱۲۰۵ھ

تاریخ وفات آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علی خاں شمس جنگ قلق تخلص لکھنوی (شاگرد وزیر)
از راجہ عنایت سنگھ لکھنوی

۲ چو در خلد شد گفتم از روی آہ "بہ مرگ قلق شد جہان را قلق"
۲۷ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ پنج شنبہ ۱۳ دسمبر ۱۸۷۹ء ۱۲۸۷ف

تاریخ وفات حکیم غلام مولا بخش قلق ساکن میرٹھ از منشی گلاب سنگھ مشتاق ——

۲ بولا مشتاق بے سر امید "حیف ہے اب سخن یتیم رہا"
۱۷ جولائی ۱۸۸۰ء ۱۲۹۷ھ

تاریخ وفات مولوی محمد عثمان خان صاحب بہادر (رامپوری) قیس تخلص کہ در عہد ریاست جناب نواب
کلب علی خان بہادر طاب ثراہ مدار المہام ریاست بودند از جناب امیر لکھنوی

۲ خواستم تاریخ سال فوت او گفت ہاتف "کشتہ شد بے جرم آہ"
بعمر ۴۳ سال ۱۱ ربیع الاول ۱۲۹۰ھ

ایضاً از مولوی حبیب الدین سوزان دہلوی

۲ در خلق عالم از سر درد و بکا دگر آوازہ در فتاد کہ عثمان شہید شد
۱۲۹۰ھ

از مولوی عبد الغفور خاں بہادر لساخ

۲ سال فوتش چو از خرد جستم "آہ عثمان شہید شد" گفتا
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات نواب باقر علی خاں کامل تخلص (دہلوی) خلف نواب زین العابدین خاں عارف
برادر نسبتی نواب ضیاء الدین بہادر نیر و رخشان دہلوی از سالک دہلوی

۵ یہ ہی نوحہ ہے یہی تاریخ سن نوجوان باقر علی خاں حیف ہے[1]
۱۲۳۳ھ

تاریخ وفات مولوی سید علی میاں کامل تخلص لکھنوی از حکیم میر مہدی کمال لکھنوی

۱۰ کمال سال وفات علی میاں لکھ دو "خزاں کا دور ہے کیا کل ان علیہا فان"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از کلیم صاحب لکھنوی

۵ سال فوتش نظم کردہ در سن ہجری کلیم "چوں مہ کامل بود کامل بعیش آباد خلد"
۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات کرم خان صاحب کرم رام پوری (شاگرد غفلت) از احمد خان غفلت اخون زادہ

۷ طلب اُس خسرو ثانی کا کیا سال وصال آئی ہاتف کی یہ آواز کہ "خوش فکر ہوا"
۴ مارچ ۱۸۳۸ء بعمر ۶۱ سال بوقت ظہر یک شنبہ ۷ ذی حجہ ۱۲۵۳ھ

تاریخ وفات خواجہ کرامت اللہ پانی پتی کرامت تخلص از سالک دہلوی

۵ بہ سالک گفتم این سال وفاتش "کرامت از جہان شد آہ امروز"
۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات نواب محمد کریم اللہ خاں کریم تخلص (رام پوری) از اکبر شاہ خاں فرحت

۲ کہی تاریخ دل نے کھینچ کر آہ "کریم اللہ خان نواب افسوس"
۱۲۴۷ھ

---

[1] یہ اعداد سہواً غلط درج ہوئے ہیں۔ مصرع سے ۱۲۹۳ھ نکلتے ہیں اور یہی صحیح تاریخ وفات ہے۔ عرشی (حاشیہ مخطوطہ)

تاریخ وفات صاحبزادہ کفایت اللہ خان کفایت (رام پوری) ابن نواب نصر اللہ خان بہادر از عنبر شاہ خاں صاحب عنبر

۲ بیک ہزار و دو صد سال ہجری ہست و ہشت — بہ بست پنجم ماہ صفر بہ جنت رفت
۱۲۲۸ھ — بعمر ۲۶ سال بروز شنبہ ۲۷ فروری ۱۸۱۳ء

تاریخ وفات سید محمد مہدی صاحب کمال خلف میر ضامن علی صاحب جلال از نواب جعفر علی خان صاحب بہادر جعفر تخلص رئیس شمس آباد

۲ رفت چو زیر زمیں گفت مورخ چنیں — "ماہ صفر بادوم گشتہ زوال کمال"
بمقام رام پور ۲ فروری ۱۹۱۱ء (تک) — ۱۳۲۹ھ

از سید انوار حسین صاحب عرف منجو صاحب لکھنوی شاگرد جلال

۷ اس کش مکش میں آئی صدائے سروش غیب — "بعد جلال ہو گیا ختم کمال ہائے"
۱۳۲۹ھ

ایضاً از مولوی سید محمد محسن صدیقی محسن تخلص بدایونی

۲ تاریخ یہ ہوئی ہے وفات کمال کی — "عہد کمال شاعری دنیا سے اٹھ گیا"
۱۳۲۹ھ

تاریخ وفات خواجہ اسد اللہ کوکب تخلص باشندہ ڈھاکا از مولوی عبد الغفور خاں ناخ

۲ بہر سال انتقالش از فلک — گفت ہاتف "خواجہ شیریں کلام"
۱۲۷۶ھ

تاریخ وفات محمد تفضل حسین خاں کوکب تخلص (دہلوی) از سالک دہلوی

۸ گفتمش سال وفاتش چیست گفت — چون نویسم سال آن خاکم بسر
۱۲۹۰ھ

دیگر از مرزا قربان علی بیگ سالک

۲ گفت سالش بگو دگریان باش — گفتم از دی کہ "سخت بید ردی"
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات کوکب شاعر (لکھنوی) از منشی لال چند انس لکھنوی

۲ انس تاریخ وفاتش چو ز ہاتف پرسید — گفت او با دل صد داغ غریب کوکب
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات شیخ فضل احمد کیف لکھنوی شاگرد آتش از منشی اشرف علی اشرف لکھنوی

۲ اشرف زبان بہ مصرع تاریخ آگیا — "کیف شراب موت سے ہے آنکھ بند ہائے"
۱۲۹۲ھ

ایضاً از خواجہ عزیز لکھنوی

۱ فضل احمد چو رفت ہاتف پرسید چہ رفت و تو اے کیف (لکڑا) — گفتا کہ بہ است گنہ گار "فضل احمد بد بہر کیف"
۱۲۹۲ھ

ایضاً از تسلیم صاحب لکھنوی

۲ گفت تسلیم بہر سال وفات — "با محمد خدا ہے حشر کند"
۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات فقیر محمد خاں گویا تخلص (ملیح آبادی) از نواب غلام حسین خان شاہ جہان پوری

رو چو گویا بہشت از عالم — روئے دل از سخن نہفت حسین
۲ یک سال وفات آن مرحوم — "ہائے گویا در یغ" گفت حسین
۱۳۶۷ھ

تاریخ وفات سید حسن صاحب لطافت تخلص (لکھنوی خلف امانت) از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

خرد چوں وفات لطافت شنید — پے سال رحلت بہر سو دوید
گزشت از شمار حروف و نقاط — ہم از مصرع سال اضافت کشید

۳ پس آنکہ بگفتا کہ بشنو امیر لطافت. بحد لطافت رسید

(۱۳۰۱ھ) ۱۳۲۸ صفحہ ۲۷

ایضاً از سید عباس حسن فصاحت لکھنوی

۶ ناگہ دل گفت سال ہجری "بودہ جان سخن لطافت" ۱۳۰۱ھ

ایضاً از مرزا محمد حسین صاحب فراست خلف لطافت

۲ لکھ فراست یہ مصرع تاریخ "مرگیا آہ بادشاہ سخن" ۱۳۰۱ھ

ایضاً از کلیم صاحب لکھنوی شاگرد لطافت

۲ رقم کرپے سال ہجری کلیم "فنا آج بمثل شاعر ہوا" ۱۳۰۱ھ

تاریخ مرثیہ در حالات وفات میر مہدی حسین ماہر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی از مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی

۴۲ سال فوتش را بحسن تعمیہ دام نشان داخل خلد بریں شد ماہر معجز بیان

(یوم الخمیس یا نزدہ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ)

تاریخ وفات مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی از مولوی حسن مرتضیٰ شفق عماد پوری تلمیذ جناب امیر مینائی لکھنوی علیہ الرحمۃ

۲ از حروف معجمہ گفتم شفق "شاعر شیریں سخن جا دہ کلام" ۱۳۳۴ھ

ایضاً از منشی محمد ارتضا علی صاحب شرر تخلص انسپکٹر ورئیس کاکوروی

۷ شرر ہے مخبر سال وفات یہ مصرع "چراغ کعبہ سے پرنور یہ لحد ہے آج" ۱۹۱۵ء

تاریخ دیگر از شرر صاحب کاکوروی

۲ گفت ہاتف از پے سال وفاتش اے شرر "مولوی محسن وکیل و شاعر دربار پاک"

تاریخ وفات مرزا حسین علی محنت تخلص (لکھنوی) شاگرد شیخ امام بخش ناسخ از ناسخ ۱۳۴۳ھ

دلا تلمیذ من محنت تخلص زدنیا کرد رحلت وائے افسوس

۲ نوشتم سال تاریخ رحیلش کہ شد بر باد محنت وائے افسوس ۱۲۳۵ھ

تاریخ وفات مولوی محمد علی مخمور تخلص شاگرد ناسخ از ناسخ

۲ مصرع سال نقل یوں لکھا "داخل جنت نعیم ہوئے" ۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات حکیم اشرف علی مست تخلص رئیس سلہٹ از ناسخ

۲۷ شد سن این واقعہ از صبر گاہ؟ حیف زا شرف علی مست آہ" ۱۳۰۲ھ

دیگر از ناسخ صاحب

۲ سال رحیل خامہ ناسخ دلفگار "مست مے طریقہ توحید زد رقم ۱۳۲۰ھ

تاریخ وفات میر سید فرزند علی مسلم تخلص ساکن کلکتہ شاگرد ضیغم از ناسخ

۲ میں نے یہ تاریخ لکھی ہے "مسلم ہے اب داخل جنت" ۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات حکیم مسیح الدولہ بہادر در کلکتہ مسیح تخلص (لکھنوی) از جناب اسیر مرحوم

تاریخی نہم ماہ عزا داد بمن خبر منتشر مرگ مسیح الدولہ

۲ سال تاریخ ہمان وقت بر آمد ز دلم "آہ آہ از خبر مرگ مسیح الدولہ ۱۲۷۵ھ

دیگر از جناب اسیر لکھنوی

۲ آمد ندائے غیب بتاریخ فوت او "رفت از جہان جناب مسیحا بر آسمان"

تاریخ وفات نواب باقر علی خاں عرف نواب بنے میاں مرحوم مشاق تخلص (لکھنوی) از سید مہدی کمال لکھنوی ۱۲۷۵ھ

۴ کمال لکھ دو یہ مشاق کے سنین وفات "بہ شوق کیا گیے مشاق سوے ملک عدم"
۱۳۲۲ھ

ایضاً از کلیم صاحب لکھنوی

۵ مصرع سال وفاتش سن ہجری ست کلیم "شدہ مشاق بجنت چو ادیب کامل"
۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات سید حسین مطیر تخلص برادر سید اسمٰعیل حسین منیر از منیر

۴ حاجت نہیں ہے مصرع تاریخ مرگ کی "قبر مطیر بقعہ جنت ہے دیکھ لو"
۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات سید محمد جمال شاہ صاحب مظلوم تخلص کہ در ریاست رام پور باغچہ خریدا۔ بر در مزارش کندہ است
از مولوی محمد کریم اللہ خان خوش نویس ریاست رام پور کریم تخلص

۳ بہ تسخیر ملک یقین ای کلیم "وفات شہنشاہ سید جمال"

۱۱ اگست ۱۸۷۹ء (دوشنبہ ۲۸ شعبان) ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مرزا مظہر صاحب جانجانان رحمۃ اللہ علیہ (دہلوی) از مرزا رفیع السودا

۲ تاریخ زردی در دیہ سن کے کہی سودا نے کہ "ہائے جان جانان مظلوم"

تاریخ وفات خواجہ امداد حسین مظہر (پانی پتی) از منشی مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی ۱۱۹۵ھ

۱ سلام علی عبادہ الذین اصطفے

تاریخ وفات مرزا وصی علی خاں مظہر تخلص لکھنوی کہ در ریاست رام پور در عہد عالی جناب معلی القاب نواب
سید سر محمد حامد علی خان صاحب بہادر دام اقبالہم و ملکہم ملازم بودند از عزیز لکھنوی ۱۳۰۳ھ

۳ بنوشت سال رحلت او خامہ عزیز "مرزا وصی علی بہ جنان رفتہ از جہان"

(بوقت صبح ۲۷ رجب) ۱۳۲۷ھ

ایضاً از عالم لکھنوی

۵ گفت عالم سال ہجر آن جناب "رفتہ عرفی جہان عالی نسب"
۱۳۲۷ھ

ایضاً از سید اعجاز حسین اعجاز لکھنوی

۷ گفت اعجاز سنین فوتش "حیف اے وائے جناب مظہر"

تاریخ وفات نواب الٰہی بخش خان صاحب معروف دہلوی از تناخ (۲۷ رجب) ۱۳۲۷ھ

۲ گفت تاریخ فوت او ہاتف "ساکن جنت برین معروف"

تاریخ وفات میر نظام الدین سونی پتی متخلص ممنون ۱۲۴۲ھ از تناخ

۲ برائے سال تاریخ وفاتش خرد گفتا کہ "ممنون معدن فضل"
۱۲۶۰ھ

ایضاً تاریخ میر ممنون دہلوی نام تاریخ گو معلوم نشد

۲ سر بجیب عقل بردم گفت آنکہ پیر عقل "شاعر شیریں زبان ہند" تاریخ وفات
۱۲۶۰ھ

تاریخ وفات مرزا میتا بیگ صاحب منتہی تخلص شاگرد خواجہ حیدر علی آتش از نواب میر خیرات علی خانصاحب بہادر سخی تخلص رئیس حیدرآباد دکن تلمیذ رشید منتہی صاحب مرحوم

۲ دھیان تاریخ کا آیا جو سخی — لکھی تاریخ "تو ارتاریخ الم" ۱۲۸۸ھ

تاریخ وفات مولوی منصب علی خاں صاحب منصب تخلص رئیس شاہ آباد شاگرد مولوی امیر علی صاحب شہید معرکہ اجودھیا از مولوی مظفر حسین صاحب مظفر

۲ مظفر بہر تاریخش نداشت ر — "بجنت رفت دانای زمانہ"

تاریخ وفات (مولوی) سید منصور علی صاحب منصور تخلص (رامپوری) از مولوی عبدالحق صفا حقی تخلص ۱۳۰۴ھ

۳ مصرع تاریخ لکھ دو تم صفا — "ہائے وائے استاد ذی کمال"

وفات بروز پنجشنبہ بوقت عصر تدفین بروز جمعہ ۱۰ بجے دن ۲۰ ذیقعد ۱۳۰۶ھ

تاریخ وفات سید اسمعیل حسین صاحب منیر شکوہ آبادی شاگرد رشک از مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی مظفر تخلص

۱ انتقال، منیر عالی قدر

بمقام رام پور بعارضہ ہیضہ جمعہ ۱۳ اگست ۱۸۸۰ء ۵ رمضان ۱۲۹۷ھ

ایضاً از مولوی عبدالحق صفا حقی تخلص

۲ صفا صاف بنوشت سال وفات — "زاندوہ شد بیت بیت الحزن" ۱۲۹۷ھ

تاریخ وفات میر فرزند علی موزون تخلص از عبدالغفور خان بہادر نساخ

۱ چو موزون مرد تاریخ وفاتش — عیاں شد از "غم جانکاہ موزون" ۱۲۲۹ھ

تاریخ وفات حکیم مومن خاں صاحب مومن دہلوی از نساخ

۲ نساخ فکر سال تاریخ میں نہ رہ تو — کہہ "ہائے ہائے مومن کیا خوب آدمی تھا" ۱۲۶۸ھ

دیگر تاریخ وفات حکیم مومن خانصاحب از نساخ

۲ بہر سال رحلتش کلک قضا — "ساکن فردوس مومن خان" نوشت ۱۲۶۸ھ

تاریخ وفات مرزا زین العابدین خان عارف و میر حسین تسکین و حکیم مومن خان دہلوی از مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی

۳ کہا دل نے کہ داخل ہو گئے سب — ارم میں عارف ۲۴۱ و تسکین ۳۵۱ و مومن ۵۴۰ = ۱۳۶

۱۲۶۸ھ

تاریخ وفات میر نواب مونس لکھنوی از سید حسن صاحب لطافت خلف امانت

۷ بہر سال اعداد مونس را بغیر صفر گیر — داد کن مقلوب میم دال و بہم سین را دو چند

۱۱ نومبر ۱۸۷۵ء (بعارضہ وجع القلب شب جمعہ ۱۲ شوال) ۱۲۹۲ھ

ایضاً از منشی اسمعیل حسین منیر شکوہ آبادی

۳ میں نے یہ تاریخ پائی اے منیر — "ذاکر نامی موا افسوس ہائے" ۱۲۹۲ھ

ایضاً از کلیم لکھنوی

۲ نور تاریخ وفاتش چون ز رضوان خواستم — گفت بودہ مدح خوان بادشاہ کربلا ۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات حکیم محمد بخش مہجور لکھنوی مصنف نور تن از نساخ

۱ بہر تاریخ وفات مہجور — گفت دل "بیا کن باغ بینو" ۱۲۴۰ھ

تاریخ وفات مرزا حاتم علی صاحب مہر تخلص اوستاد تسلیم سہسوانی از تسلیم سہسوانی

۴ "اے غم مہر" تو ہے سال وفات ۱۲۹۶ھ

ایضاً تاریخ وفات مرزا حاتم علی مہر از سید محمد ہادی وحید تخلص خلف کلان خواجہ حیدر علی آتش

۵ وحید از سر آہ تاریخ گفتم — کہ آن مہر اوج فصاحت بیان شد ۱۲۸۷ھ

تاریخ وفات میر محمد تقی میر تخلص (دہلوی) از میاں مصحفی مرحوم

۴ از سر درد مصحفی نے کہا — "حق میں اس کے موانظیری آج" ۱۲۲۵ھ

ایضاً از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

۲ ناسخ تاریخ وفاتش نوشت — "وا دیلا مرد سخن شاعران" ۱۲۲۵ھ

ایضاً از مولوی عبدالغفور خاں بہادر نساخ

۱ کہا میں نے یوں سال ترحیل میر — "مقیم گلستان جنت ہوے" ۱۲۲۵ھ

تاریخ وفات صاحبزادہ سید محمود علی خان بہادر نادر تخلص (رامپوری کہ در لندن (انتقال فرمودند) خلف عالیجناب نواب معلی القاب نواب سید محمد یوسف علی خان بہادر سابق والی رام پور از نواب محمد جعفر علی خان بہادر رئیس شمس آباد عرف پیارے صاحب

۲ از شہر لندن یوم شنبہ ماہ ذی حجہ نہم — "شد رونق افزاے ارم نواب والا بارگاہ" ۱۳۲۶ھ

ایضاً از نواب جعفر علی خان بہادر

جعفر بگفت مصرع تاریخ رحلتش — "نواب دین پناہ فرشتہ خصال ہلے" ۱۹۰۹ء (۲ر جنوری)

تاریخ وفات مرزا عباس بیگ نادر تخلص ملازم نواب صاحب باندہ از منیر

۶ مصرع تاریخ گفتم اے منیر — "بود ہے ہے شاعر شیرین کلام" ۱۲۷۴ھ

تاریخ وفات مولوی سید نجم الدین نادر تخلص رئیس آٹ گانون ضلع منیمنگھ از عبدالغفور خان نساخ

۲ رفت چون از جہان بسبوی عدم — گشت "سوگ غریب" سال وفات ۱۲۹۸ھ

تاریخ وفات شیخ امام بخش ناسخ تخلص (لکھنوی) از شیخ کرامت علی اظہر

۲ گفت بہم جو رند ملک بر فلک — "شاہ ز اقلیم سخن آمدہ" ۱۲۵۴ھ

ایضاً از میر علی اوسط رشک تخلص شاگرد ناسخ

۲ رشک تاریخ پے لوح مزارش گفتم — "مرقد ناسخ اعجاز بیان دادیلا" ۱۲۵۴ھ

ایضاً از کپتان مقبول الدولہ مقبول شاگرد ناسخ

۵ تاریخ گفتم اے قبول "رفت از جہان اوستادما"
ایضاً از مرزا حاتم علی مہر ساکن آگرہ ۱۲۵۴ھ

۵ تاریخ فوت اپنی کہیں کیوں نہ دل سے آپ "ناسخ ازل سے بندہ و شاہ حجاز ہے"
ایضاً از مولوی عبدالغفور خان نساخ ۱۲۵۴ھ

۱ سال ترحیل ناسخ اے نساخ "درد و غم گفت ہاتف غیبی"
ایضاً از میر وزیر نور شاگرد مرزا فتح الدولہ برق ۱۲۵۴ھ

۲ گفت تاریخ وفاتش ہاتف "آہ استاد سخندان بود"
تاریخ وفات عالی جناب معلی القاب نواب سید محمد یوسف علی خان بہادر ۱۲۵۴ھ فردوس مکان
طاب ثراہ سابق فرمان روائے دارالریاست رام پور از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

۷ بہر سال آن عزیز مصرہ لہا گفت امیر "مسند آرائے جنان شد یوسف دوران من"
۲۱ر اپریل ۱۸۶۵ بعمر ۵۰ سال ۸ ماہ ۲۵ دن بمرض سرطان ۲۴ ذی قعدہ / بوقت نصف النہار (ی) ۱۲۸۱ھ
ایضاً از میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

۲ جلال خستہ جان نے کی رقم تاریخ رحلت کی "جہان سے آہ سب اہل ہنر کا قدردان اوٹھا"
۱۲۸۱ھ
ایضاً نواب امتیاز احمد خان ہوش بریلوی

۵ جو کی رحلت تو ہاتف نے کہا ہوش "ہوئے ہیں ناظم ملک بقا وہ"
تاریخ وفات میر نجف علی صاحب نجف تخلص شاگرد میرزا نذیر علی صاحب صبا ساکن شاہ آباد ۱۲۸۱ھ
ضلع اودھ دوست جناب امیر مینائی لکھنوی از مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی مظفر تخلص

۵ فکر تاریخ وفاتش چون مظفر را بدل گفت "والا منزلت جنت نصیب اہل کمال"
تاریخ وفات صاحبزادہ سید مہدی علی خان بہادر نجیف تخلص (رام پوری) از میان منیر ۱۲۹۷ھ

۵ سر لوح تربت رقم کرد منیر "امیر سخن کی یہ ہے قبر آہ"
۲۹ر نومبر ۱۸۷۲ء بعمر ۴۷ سال جمعہ ۲۷ رمضان (ی) ۱۲۸۹ھ
ایضاً از عبدالغفور خان بہادر نساخ

۲ پے سال تاریخ او خامہ ام رقم زد "مقامش میان بہشت"
تاریخ وفات مولوی نذیر احمد صاحب نذیر مرحوم (دہلوی مترجم قرآن شریف) از سید قمر الدین احمد قمر سندیلوی ۱۲۸۹ھ

۱۴ ملک معنی میں ہے بپا ماتم "بے سر و پا ہیں علم و فضل و اثر"
بعارضہ فالج جمعہ بوقت شب ۱۳ر مئی سنہ ۱۱ء ۱۳۲۰ھ
تاریخ وفات مرزا اصغر علی خان صاحب نسیم دہلوی از منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی
شاگرد نسیم دہلوی

۴ منہ سے نکلی دم شیون تاریخ "ناظم ملک معانی سے ہے"
پنجشنبہ ۱۴ر رمضان ۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات مولوی شبیر حسین نسیم بھرتپوری شاگرد نواب مرزا خان داغ دھلوی
از ابوالفخر سیماب صدیقی وارثی اکبرآبادی

۱ پہلے تو خوب رو کئے وہ پھر سینہ کوٹ کر — بولی یہی ہے قبر نسیم بھرتپوری

اقتباس از مصنف صاحب

سیماب کل ہوا جو مرا اک جگہ گزر — بے چارگی یہاں مجھے سر پیٹتے ملی
۲ پوچھا جو میں نے اس سے یہ کس کا مزار ہے — بولی "یہی ہے قبر نسیم بھرتپوری"

تاریخ وفات شاہ نصیر دہلوی از شاہ بہاء الدین متخلص بشیر سجادہ نشین درگاہ نبیرہ شاہ نصیر دہلوی ۱۳۲۰ھ

۲ مصرع تاریخ گفت آنگہ بشیر — "پیشوائے شاعران ہند مرد" ۱۲۵۴ھ

تاریخ وفات میاں نظام شاہ صاحب نظام تخلص (رام پوری) از محمود خانصاحب محمود تخلص
شاگرد نواب فصیح الملک داغ دہلوی

۳ ہوا معاملہ گوئی کا خاتمہ محمود — "میاں نظام گئے ہائے ہائے دنیا سے"

سہ شنبہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۲ء بعمر ۵۰ سال ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ

ایضاً از مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی مظفر تخلص

۱ نظام نام آور

۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات نظیر اکبرآبادی از مفتی غلام سرور لاہوری قریشی

۲ "والی بی نظیر"[1] کو سائش — ہم بخوان "بی نظیر والاجاہ"

۱۲۱۹ھ ۱۲۱۹ھ

تاریخ وفات حافظ نعمت اللہ واعظ مشہور کلکتہ نعمت تخلص شاگرد رشید مولوی عصمت اللہ الشیخ
از محمد عبدالغفور خان ناخ

۲ پے سال ترحیل ناخ محزون — رقم کرد "واحسرتا نعمت اللہ" ۱۳۰۲ھ

تاریخ وفات میر خورشید علی نفیس تخلص (لکھنوی) خلف انیس از سید محمد مہدی صاحب کمال

۷ لکھ دو تاریخ مرگ تم یہ کمال — "گل ہوئی شمع خاندان انیس"

۵ مارچ ۱۹۰۱ء ۱۳۱۸ھ

ایضاً از کلیم صاحب لکھنوی شاگرد لڈن صاحب خورشید

۲ ہجری کلیم کرو سن رحلتش رقم — "جائے نفیس یافت بجنت زہے سکون" ۱۳۱۸ھ

تاریخ وفات عالی جناب مستطاب غفران پناہ نواب سید محمد کلب علی خان بہادر
ملقب بہ خلد آشیان طاب ثراہ سابق فرمان روائے دارالریاستہ رام پور
از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی اوستاد حضور ممدوح الصدر

---

[1] صحیح تاریخ وفات دوشنبہ ۲۶ صفر ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۸۳۰ء ہے۔ زندگانی بے نظیر

در ہزار دو صد پنجاہ پیدا گشت شد — در ہزار دو صد و ہشتاد و یک سند نشین
در ہزار و سہ صد و چار از جمادی الاخرہ — بست دہم چارشنبہ بود ساعت چار بیں
ناگہاں زد کوس رحلت سوے دار آخرت — ذوق دین می داشت از دنیا برافشاند آستیں
نقش کن از خامہ حسرت سر لوح مزار — خدا بگاہ حامی اسلام امیر المومنین
۲۳ مارچ ۱۸۸۷ء — ۱۳۰۴ھ

ایضاً از حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

۲ جلال این مصرع تاریخ سال انتقالش گفت — بمروی آہ ای کلب علی خان بہادر آہ

تاریخ وصال شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ از شاعر ایران ۱۳۰۴ھ

۶ سال وصلش ہاتفی گفتا ز غیب — قطب ایزد خاص احمد شہ نیاز
۱۰ اکتوبر ۱۸۳۴ء جمعہ — ۶ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ

تاریخ وفات نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب بہادر نیر و رخشان تخلص (دہلوی)
از میر مجروح دہلوی

۸ آب رہ باقی رہی وہ رونق شہر دہلی — بہر تاریخ یہ کیا خوب ہے ہاتف کا مقال
۱۳۰۲ھ

ایضاً از مولوی الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی

۲ حد داکہ ضیاء دین احمد بربست — رخت سفر از جہان کہ جائے الم است
از طاق و رواق و بزم و جلسا — بگسستہ بہ رحمت الٰہی پیوست
۹۲۹
۱۱۰ ۶۸ ۴۹ ۹۴ — ۶۹۴

ایضاً از مولوی عبد الغفور خان بہادر ناخ

۷ کرد عطارد ندا غمزدہ ناخ را — "نیر قدسی ترا در رفت بعدن است سال"

ایضاً از میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی ۱۳۰۲ھ

۲ لکھ دو یہ جلال سال رحلت — دہلی کا بجھا چراغ اے آہ"
۱۳۰۲ھ

تاریخ وفات قاری میر محمد رضا نیسان تخلص از کلیم لکھنوی

۲ لکھ مصرع سال ہجری کلیم — "وہ آیا جنان میں محمد رضا"
۱۳۲۰ھ

تاریخ وفات مولوی منشی سید فضل رسول صاحب تعلقہ دار و آنریری اسسٹنٹ کمشنر و مجسٹریٹ سندیلہ واسطی تخلص از تدبیر الدولہ مدبر الملک جناب منشی سید مظفر علیخانصاحب بہادر جنگ اسیر لکھنوی استاد واسطی

۷ خرد تاریخ ہجر جان و تن گفت — کہ "رنگ از لالہ بو از گل بدر رفت"
۱۲۹۲ھ

تاریخ دیگر از جناب اسیر لکھنوی

۲ تاریخ بسال عیسوی گفت اسیر — "از فضل رسول یافت ایوان بجنان"

تاریخ وفات مولانا حافظ رشید النبی (مجددی) مرحوم و مغفور تخلص ۱۸۶۱ء ساکن رامپور مفتی عدالت دیوانی ہوگلی از مولوی عبد الغفور خان بہادر ناخ

۲ فکر تھی تاریخ کی کلک نے مصرع لکھا "وحشت جاوید بیان مرگئے افسوس آہ" ۱۲۷۴ھ

تاریخ وفات خواجہ وزیر لکھنوی شاگرد شیخ ناسخ از جناب اسیر لکھنوی

۲ کی رقم کلک نے صفحہ پہ یہ تاریخ وفات "خواجہ عالم امداح ہمدمی جان وزیر" ۱۲۷۰ھ

ایضاً از شیخ محمد جان صاحب شاد لکھنوی

۶ بے سر و پا تمام شد پے سال "مصرع الفاظ حرف شعر سخن" ۱۲۷۰ھ

ایضاً از مولوی عبدالغفور خان نساخ

۲ یوں کہا میں نے مصرع تاریخ "داخل جنت نعیم ہوا" ۱۲۷۰ھ

ایضاً از کپتان مقبول الدولہ بہادر قبول تخلص

۵ گذاشت او چو جہان را نوشت سال قبول "وزیر بادشہ شاعران نامی بود" ۱۲۷۰ھ

ایضاً از سید ہادی علی صاحب بنجود لکھنوی شاگرد خواجہ میر وزیر

۵ کرتا ہوں نالے پڑھ کے یہ مصراع سال فوت "دیوان اے وزیر ہے اقلیم شعراب" ۱۲۷۰ھ

تاریخ وفات سید خواجہ ناصر وزیر تخلص دہلوی از مولوی الطاف حسین صاحب حالی

۳ عیش میں شعر و غزل سوگ میں تاریخ مرگ غیب سے آئی ندا "خلد میں ناصر وزیر" ۱۲۹۸ھ

تاریخ وفات محمد مستقیم خان وسعت تخلص (رام پوری) از کرم خان کرم رام پوری

۱ سنین رحلت وسعت کرم گفت نہم ز اول جمادی معبد رش خلد

چہار شنبہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۳۰ بعمر ۶۸ سال ۹ جمادی الاولیٰ (ک) ۱۲۴۶ھ

تاریخ وفات محمد سرفراز علی صاحب وصفی از مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی

۷ دیکھ کر منہ اہل ماتم کا کہا سالک نے سال "سرفراز ملک معنی وصفی مرحوم آہ" ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات حکیم محمد عبدالہادی خان صاحب مرحوم رام پوری وفا تخلص شاگرد جناب امیر مینائی صاحب لکھنوی از مہدی علی خان جامع این رسالہ

دنیا سے گئے حکیم عبدالہادی برہم ہوئی اہل علم کی محفل آج

۲ آرام کو دی سروش غیبی نے صدا جنت میں ہوئے جا کے وفا داخل آج

سہ شنبہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء بعمر ۵۲ سال ۲ ذی قعدہ (ک) ۱۳۳۴ھ

تاریخ وفات حیدر علی ہاتف تخلص از شیخ امام بخش ناسخ

۲ تاریخ وفات گفت ناسخ "ہاتف بشتاب مردہ صد حیف" ۱۳۳۴ھ

تاریخ وفات امیر علی خان ہلال (لکھنوی) از شاہ غلام حیدر صغیر لکھنوی

۵ افسوس ہلال ازیں جہاں رفت دل در غم او پہ اضطراب است

شیریں سخنی بشاعراں بود دیوان کہ از و ست خوش کتاب است

جستیم چو اے صغیر تاریخ دل گفت حیات چوں حباب است

بنویس دو حرف از سر و پا باقی ز حباب غرق آب است

اعداد حروف چوں نوشتم "یک یک کم شد ہمیں حساب است" ۱۲۷۸ھ

۱۳۳۴ھ